رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

ہفت روزہ اخبار

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو شائع ہوتا ہے

فاروق

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۰ بابت ۷-۱۰ اگست ۱۶ء مطبوعہ ۲۶ اکتوبر ۱۶ء نمبر ۴۳-۴۴

جماعت احمدیہ کے عقائد

۱۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے کوئی شخص اسکی ذات یا صفات یا اسکا سمّا یا اسکی عبادت میں اسکا شریک نہیں ہو سکتا ہے (۲) ملائکہ کا وجود برحق ہے (۳) خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے ہر ملک اور قوم میں نبی بھیجتا رہا ہے اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں جن نبیوں کا قرآن کریم میں ذکر ہے انپر فرداً فرداً اور جنکا ذکر نہیں انپر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں (۴) ہماری کتاب کریم اور ہمارا نبی آنحضرت صلعم ہیں جو خاتم النبیین ہیں (۵) الہام کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے اور کھلا رہیگا خدا تعالیٰ کی کوئی صفت نہیں ہوتی جیسا وہ پہلے بولتا تھا اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے اور کرتا رہیگا (۶) ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر حق ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے اور دعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں (۷) بعثت بعد الموت کے ہم قائل ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ دفتر بعثت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت شفیع ہونگے (۸) ہمارا یقین ہے کہ جسکی آمد کی انبیاء سابقین نے مختلف رنگوں میں خبر دی تھی اور قرآن نے سورہ جمعہ میں وآخرین منھم لما یلحقوا بھم میں جسکی آمد کو آنحضرت صلعم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہے اور جسکا نام آنحضرت صلعم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں اور آپکے سوا اور کوئی شخص مسیح موعود نہیں (۹) ہمارا یقین ہے کہ قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے جسکے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں اور آنحضرت تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں اور آپکے بعد کوئی شخص سلسلۂ آپکی کامل اطاعت اور آپکی شاگردی کے اعلیٰ کمالات حاصل کرنے تو لوگ مومن بھی نہیں ہو سکتا پس ہم اسبات کے ہرگز قائل نہیں کہ اس امت کی اصلاح کیلئے کوئی شخص پچھلے نبیوں میں سے دوبارہ اس دنیا میں بھیجا جائے۔ کیونکہ اس میں آنحضرت کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں کہ اپنی امت کی خود اصلاح کر سکیں۔ اور دجالی فتنہ کو دور کر سکیں پس کیا ضرورت ہے جو دوسرے نبی کو مدد کے لئے بلایا جائے۔ لہٰذا ہمارا یقین ہے کہ آنحضرت کی ہی امت میں سے ایک ہی فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ پا سکتا ہے۔ اور آپکے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی نئی کتاب لائے یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت پایا ہو نہ پرانا کیونکہ اسمیں آنحضرت صلعم نے لا نبی بعدی فرمایا اور دوسری طرف آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہکر فرمایا ہے جسکے مطابق ہمارا ایمان ہے کہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص مسیح موعود نے اتباع آنحضرت میں یہ درجہ نبوت حاصل کیا ہے (۱۰) ہم معجزات انبیاء کے قائل ہیں جنکا اصل قرآن کریم کے مطابق آیات اللہ ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے جلال کے اظہار اور اپنے رسولوں کی صداقت کے اثبات کے لئے اپنے رسول کے ہاتھ پر ایسے نشان دکھاتا ہے کہ جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں (۱۱) مثیل موسیٰ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ سے افضل اور مثیل مسیح یعنی مسیح موعود مسیح سے افضل ہے۔ (۱۲) مسیح موعود کے انکار کا وہی نتیجہ ہے جو دوسرے انبیاء کے انکار کا ہے ؛

ہدایات [illegible] کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے (۲) غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ (۳) غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی منع ہے۔ (۴) خلیفہ وقت کی بیعت ضروری ہے (۵) ضروریات سلسلہ کے لئے حسب حیثیت چندہ دینا واجب ہے۔ (۶) سلسلہ کا مرکز مدینۃ المسیح قادیان ہے ؛

الفاظ بیعت حضرت خلیفۃ ثانی

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ۲ بار۔ میں آج محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ شرک نہیں کرونگا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنیکی کوشش کرونگا تبلیغ اسلام کو اعلیٰ فرض خیال کرونگا قرآن کریم اور احادیث کے پڑھنے اور سننے میں کوشاں رہونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرونگا۔ اور حضرت مسیح موعود کے تمام دعاوی پر ایمان رکھوں گا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۳ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۳ بار

اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین

اور بعد ازاں دعا کرتے ہیں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان - ۷/۱۰ اگست مطبوعہ ۲۶ - اکتوبر ۱۶ء

داروئے تلخ

گذشتہ سے پیوستہ

اسلام کا مستقبل تو انشاء اللہ بلاشبہ نہایت شاندار ہوگا۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اسوقت عالمین اسلام کون ہونگے؟ وہ لوگ تو یقیناً نہیں ہو سکتے۔ جو اپنی اعتقادی اور عملی حالت کے لحاظ سے حقیقی اسلام کا زندہ نمونہ نہوں پھر کیا ان لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کو جو صرف اسلام کا نام لیوا ہونے کے فخر کو ہی اپنی نجات کے لئے کافی سمجھے بیٹھے ہیں۔ اپنے انجام کی فکر نہ ہونی چاہیئے؟ تبلیغ کے نام سے غرض آلود ریشہ دوانیاں کرنا۔ بچے بچوں کی خاطر امام زمان کے مخالفین سے ساز باز رکھنا۔ غیر ممالک میں جاکر قوم کو جھوٹے دم دلاسے دینا کہ اب فلاں تاجدار اسلام ہمارا چاہتا ہے۔ یا فلاں قوم ساری کی ساری دین محمدی قبول کرنے کو بالکل تیار ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ باتیں کیا وجہ تسلی ہو سکتی ہیں اس امت کے واسطے جس کی اپنی حالت ہی ہر پہلو سے ازبس محتاج اصلاح درستی ہو؟

جبکہ بظاہر اسلام کی بولتی چالتی مورتیں وہ خود فراموش ہستیاں ہوں۔ جنہیں درحقیقت ننگ اسلام سمجھنا بیجا نہ ہوگا۔ تو اول تو ان نمونوں کو دیکھ کر غیر اقوام اس دین کی طرف آنے ہی کیوں لگیں۔ اور اگر بالفرض اسلام کے بدنام کرنے کی برکت ہی انہیں کسی طرح ادھر کھینچ لائے مگر اس ابلہ فریب جمعیت کے شامل حال ہو کر وہ بھی اسی رنگ ظاہرداری میں رنگی جائیں۔ تو فرمایئے اسلام کو اس سے کونسا حقیقی نفع پہنچ سکتا ہے؟ خدا کا تو کسی قوم سے کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ وہ کسی کی خواہشات و توقعات کا تابع نہیں۔ پھر اسے کیا پڑی ہے کہ انہی بدقسمت کنندگان

اسلام کو اپنے افضال و برکات کا وارث بنائے۔ جنکی زبوں حالت آخری زمانہ میں ایک عظیم الشان مامور کی بعثت کا موجب ہوئی۔ کیا وہ معاذ اللہ اس بات سے عاجز ہے کہ نافرمانوں کو ذلیل و خوار یا بالکل نیست و نابود کر کے ان کی جگہ ایک ایسی قوم لا کھڑی کرے۔ جو اسکے دین متین کا نام روشن کرنے والی اور ان افضال و برکات کی فی الواقعہ اہل و مستحق ہو۔ عوام میں ایک مثل مشہور ہے کہ دولت اندھی ہوتی ہے۔ وہ جس کے ہاں جانا چاہے۔ بن دیکھے بھالے چلی جاتی ہے۔ خدا جانے اس مثل کی اصل کیا ہے؟ مگر ہمارے نزدیک تو اسکا وضع کرنیوالا کوئی کوتہ اندیش ہوگا جس نے اسکو زبان سے نکالتے وقت آگا نہ سوچا کہ اسمیں صاف و صریح طور سے الٰہی تقسیم پر ایک جاہلانہ حملہ ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں اسکے معنی یہ ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے نظام قدرت اور اصول موہبت میں ایک اندھیر کھاتہ ہے جسمیں حکمت و معقولیت کا کچھ دخل نہیں جسے جو چاہا بغیر کسی اصول و ضابطہ کی پابندی کے اندھا دھند دے ڈالا۔ کوئی پوچھنے گچھنے یا روکنے والا تھوڑا ہی ہے۔ جو دیتے وقت اسکا ہاتھ پکڑ لے اور مزاحمت کرے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کے کاموں اور اسکی شہنشاہانہ بخششوں میں مداخلت یا چون و چرا کرنے کی کسی کو مجال نہیں۔ اور نہ وہ کسی دوسرے کے تابع یا کسی اور کے احکام و ضوابط کا پابند ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی تو یقینی ہے۔ کہ اسکے کام کبھی حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ اور وہ خود اپنے قانون کے خلاف نہیں کیا کرتا۔ اور اسکے قانون مشیت کی حد بست کوئی ٹھہرا نہیں سکتا۔ فرض کیجئے کہ وہ اپنے کسی بندے کو چھپر پھاڑ کے اَت گت دولت دے دیتا ہے جسکے اسباب ظاہری اور وجوہ استحقاق کے بارہ میں عقل کچھ کام نہیں کرتی۔ تو ایک نادان از راہ کوتہ اندیشی و شتابکاری کہہ سکتا ہے۔ کہ معاذ اللہ خدا کا یہ فعل کسی اصول اور حکمت کے تحت نہیں۔ لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی عقل محدود کی اس کہاں دریہاں آئین و مصالح تک رسائی ہی نہیں۔ جو وہ افعال الٰہی کی کنہ کو پا سکے۔ اور اسکی نسبت صحیح صحیح حکم لگا سکے۔ اور ان کے مشاہدہ سے اپنی اصلاح و ترقی کے لئے کوئی روشنی و راہ پا سکے۔ ہاں مگر وہ اپنے برگزیدہ انبیاء کی معرفت اپنے بندوں کو فلاح یابی و برومندی کے دائمی ضوابط و ہدایات دیدیتا ہے۔ جنپر کاربند ہونیسے وہ (بندے) انہی اصول و آئین کے ماتحت جو چشم ظاہر بین سے ہمیشہ پوشیدہ رہتے چلے آئے ہیں اتباع انبیاء کی برکت سے ہر قسم کی موہبتوں کے وارث ہو جاتے ہیں اور ان اسرار کو سمجھنے والے ہی سمجھتے ہیں بعض اوقات انبیاء علیہم السلام بھی ان اسرار سے خبردار نہیں ہوتے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم نہ دیا جائے۔ حضرت موسیٰؑ اور "عبدٌ من عبادنا" کے حالات کتاب مجید میں مذکور اور اسکے شاہد ہیں۔ تو حضرت احدیت کی موہبتوں کا یہ حال ہے کہ وہ بے اصول اور خالی از حکمت تو کبھی نہیں ہوتیں لیکن بعض صورتوں میں عقل انسانی کچھ کام نہیں کرتی۔ کہ فلاں بخشائش کس استحقاق کی بناء پر یا کس حکمت کے ماتحت کسی کے شامل حال ہوئی ہے۔

اصل اس تقریر کا یہ ہے کہ جو کچھ بھی اس دنیا میں کسی کو بارگاہ الٰہی سے عطا ہوتا ہے اسکی تقسیم میں گو خدا تعالیٰ کسی دوسرے کی مرضی کا پابند نہ ہو مگر بندے تو اسباب کے محتاج ہیں کہ اسکے افضال سے حصہ پانے کے لئے ہر بات میں حتی الوسع اُن آئین و احکام کی پابندی کریں۔ جو عام سنت اللہ کے رُو سے وارث فضل ہونیکی شرائط لازمی ہیں۔

اب اس قوم کیلئے جو اسلام کی ٹھیکیدار بنتی اور اسکے شاندار مستقبل کی خوشیاں مناتی ہے مقام غور ہے۔ کہ کیا خدا تعالیٰ کا فضل چند عقاید و خیالات کے اختلاف کی بناء پر نازل ہو جایا کرتا ہے؟ کیا اس عالم اسباب میں کافر و بیدین لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ماتحت اپنی سعی و تدابیر کے ثمرات سے محروم رکھے جاتے ہیں؟ کیا دیندار پرہیزگار و طاعت گزار بندے محض ایسا کہلانے یا ہونے کے سبب قانون قدرت کی حکومت سے آزاد و مستثنیٰ کر دیئے جاتے ہیں؟ پھر جس قوم کا دعویٰ ہو کہ میرا ہی دین ہو رب صدق و حق کا واحد اجارہ دار ہے اور اسی کی پیروی اسوقت دینی و دنیوی فلاح کا موجب ہو سکتی ہے۔ کیا اسکا فرض یہ نہیں کہ اپنی ہر قسم کی اصلاح حال کر کے اول اس صداقت کا زندہ ثبوت پیش کرے۔ تب دیگر خلق اللہ کو اپنی طرف آنیکی دعوت دے کیونکہ اگر وہ اسطرف رجوع لائے اور کوئی محاسن یا برکات نہ پائے۔ تو یہی اندیشہ نہیں کہ دین حق کی وہ نام لیوا قوم خود بدنام ہو بلکہ اپنی کمزوریوں کے سبب اور بھی بہتوں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہوگی؟

کوئی متلاشی حق جب کسی دین و ملت کا شہرہ سنکر یا بعض خوبیاں دیکھ کر اسکی جانب مائل ہوتا ہے۔ تو اکثر اسی قسم کے خیالات و توقعات لیکر اُدھر کا رخ کرتا ہے کہ اگر یہ دین واقعی برحق ہے تو اسکے عاملین اعتقادی اور عملی حالت کے لحاظ سے قابل تقلید نمونہ ہونگے۔ ان کا تمدن انکی معاشرت ان کے اخلاق انکے معاملات اور کاروبار سب میں ایک امتیازی خصوصیت کا پہلو نمایاں ہوگا۔ اور جب وہ ان توقعات میں ناکام رہتا اور ان لوگوں میں کسی قسم کی کمزوریاں دیکھتا ہے۔ تو وہ ازبس آزردہ بلکہ بعض صورتوں میں نفس دین ہی کی طرف سے بیزار و بدظن ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات ایسے لوگ اس دین و ملت کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کیلئے اپنی زندگی وقف کر دیتے ہیں پس اگر یہ سچ ہے کہ عقاید حقہ کو اختیار کر کے کسی قوم کا ہر فرد فرشتہ نہیں بنجاتا۔ اسکے تمام معاملات حیات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منتہی الکلام فی وفات مسیح علیہ السلام

سلسلہ کیلئے دیکھو فاروق ۴۷ مورخہ ۴۷-جولائی سنہ ۰۹ء صفحہ ۲۲

مولوی ثناء اللہ صاحب گواہ چہارم پر جرح مدعا علیہ

سوال جرح مدعا علیہ۔ مولوی صاحب! آپ نے جو واقعہ صلیب کا اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ آپ بتلا سکتے ہیں کہ یہ واقعہ کس دنیا میں روئے زمین پر مسیح کو کب پیش آیا تھا؟

جواب گواہ نزول قرآن مجید سے قریباً چھ سو برس اور اور آج سے دو ہزار سال پیشتر یہ واقعہ گذرا ہے۔

س۔ وقوع واقعہ کے وقت کون لوگ موجود تھے یہودی یا عیسائی یا مسلمان یا تینوں گروہ؟ **ج** واقعہ صلیب کے وقت بروئے قرآن مجید تو یہود (دشمنان مسیح) اور نصاریٰ (محبان مسیح) موجود تھے اور بروئے کتب نصرانیہ رومی گورنمنٹ کے ملازم بھی جو نہ عیسائی تھے نہ یہودی بلکہ بت پرست۔ تھے۔ موجود تھے۔ اُمت محمدیہ میں سے کوئی مسلمان وہاں نہ تھا کیونکہ ان کا وجود تو مسیح سے صدہا سال بعد ہوا ہے۔

س۔ قصہ صلیب چونکہ گذشتہ زمانہ کا ایک واقعہ ہے تو اسکو تاریخی واقعہ کہا جائیگا یا کوئی عالم آخرت اور روحانیات و الٰہیات کا مسئلہ؟ **ج** گذشتہ زمانہ کی نسبت کہنا کہ **یوں ہوا** یا آیندہ زمانہ کی بابت بتلانا کہ یوں ہوگا کون نہیں جانتا کہ یہ **اخبار ہیں انشادات نہیں**" الکلام المبین صہ ۳۲ بے شک یہ تاریخی واقعہ ہے۔

س۔ جبکہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے تو اسکا ثبوت کس قسم کی شہادت سے دینا چاہیئے؟ **ج** ایسے عجوبہ کاموں کے لیئے (جیسا کہ مسیح کا آسمان پر جانا یا دوسرے شخص کا ہوبہو مسیح بنجانا) کسی (صحیح) **روایت یا کسی تاریخی شہادت کا ہونا کافی ہے**" ترک اسلام صہ ۱۲

س۔ تاریخی شہادت کس قسم کی معتبر ہو سکتی ہے؟ **ج** وہ جو بقاعدہ فن تاریخ معتبر ہو جسمیں انکار کو گنجائش نہ رہے دیکھو میری کھلی چٹھی جو بنام پریسیڈنٹ آل انڈیا مسلم لیگ امرتسر۔ روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۶-جنوری سنہ ۱۹۰۹ء کے صفحہ ۴ پر حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کے متعلق شائع ہو چکی ہے کہ پریسیڈنٹ صاحب اورنگ زیب کے جبراً لوگوں کو مسلمان کرنے کا ثبوت۔ "کسی معتبر تاریخ سے بقاعدہ فن تاریخ فرمادیں"

س۔ آپنے واقعہ صلیب و مشاکلات مسیح کا ثبوت کس قسم کی شہادتوں سے دیا ہے؟ **ج** میں نے تفسیر معالم التنزیل کی روایت سے ثابت کیا ہے کہ مسیح کی بجائے مسیح کا مرتد حواری یہودا اسکریوطی مسیح کی صورت بنایا جاکر صلیب پر مارا گیا تھا اور مسیح آسمان پر اُٹھایا گیا۔

س۔ کیا صاحب معالم واقعہ صلیب کے وقت موجود تھا؟ **ج** نہیں!

س۔ پھر آپنے کیونکر یقین کیا کہ واقعہ صلیب یوں گذرا ہے؟ **ج**۔ صاحب معالم نے ابن عباسؓ صحابی سے ایسا نقل کیا ہے۔

س۔ کیا ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنکر روایت کیا تھا یا خود ابن عباسؓ مسیح کے زمانہ میں موجود تھے؟ **ج** ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو روایت نہیں کی اور نہ وہ خود واقعہ صلیب کے وقت موجود تھے احتمال ہے کہ انہوں نے آنحضرتؐ سے سُنکر ایسا بیان کیا ہو۔

س۔ تو کیا محض عبداللہ ابن عباسؓ کا ہی قول حجت ہو سکتا ہے؟ **ج** اسمیں شک نہیں کہ ابن عباسؓ صحابی کا قول اصول حدیث کے رو سے موقوف کہلاتا ہے جیسا کہ "مقدمہ ترمذی مصنفہ سید شریف مرحوم میں ہے کہ موقوف روایت وہ ہے جو صحابی سے اُسکا قول یا فعل نقل ہو متصل سند سے ہو یا منقطع سے ہو۔ اصح مذہب پر وہ **حجت اور دلیل شرعی نہیں ہے** اور تفسیر صحابی کی بھی موقوف ہے یعنی دلیل شرعی نہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم ظفر الامانی صہ ۱۸۵ میں لکھتے ہیں کہ صحابی جو کسی آیت کی تفسیر کرے وہ موقوف ہے مرفوع کے حکم میں نہیں یعنی آنحضرتؐ کی حدیث نہیں کہلا سکتی نہ حقیقتاً نہ حکماً" الکلام المبین مؤلفہ ثناء اللہ امرتسری صفحہ ۶ بنا بریں تو بیشک ابن عباسؓ کا یہ قول حجت اور دلیل نہیں۔

س۔ پھر آپنے کیوں صحابی کے قول موقوف کو دلیل گردانا جبکہ وہ حجت ہی نہیں؟ **ج** میں نے ابن عباسؓ کے قول کو اسلیئے دلیل میں پیش کیا کہ شرح نخبہ کے صہ ۵۳ پر لکھا ہے کہ "جو صحابی کسی ایسے معاملہ میں کوئی بات کہے جو فہم و اجتہاد سے تعلق نہ رکھتی ہو نہ ہی لغت کے بیان اور شرح غریب الفاظ کی ہو بلکہ کسی گذشتہ زمانہ کی خبر ہو تو وہ صحابی کا قول حدیث نبوی کے حکم میں ہوگا بشرطیکہ وہ صحابی اسرائیلی روایت نہ بیان کرتا ہو۔ نیز صاحب اتقان کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ وہاں تک صحیح ہے کہ صحابی کسی آیت کا شان نزول وغیرہ بتلاوے جسمیں رائے کا دخل نہ ہو (لیکن جس تفسیر میں رائے کو دخل ہو یا اسرائیلی قصہ ہو وہ مرفوع کے حکم میں نہ ہوگی") پھر مولوی عبدالحی لکھنوی ظفر الامانی صہ ۱۸۶ میں فرماتے ہیں کہ "شان نزول والے قول کو بھی مرفوع کے حکم میں کہنا ایک سرسری حکم ہے۔ یعنی بعد تحقیق صحیح نہیں" الکلام المبین صہ ۶ و ۷ و ۸۔ یہ تمام بیان جو محدثین اہل سنت کے مسلمہ اصولوں سے بتایا گیا ہے صحابہ کرام کی تفسیروں سے متعلق ہے۔ لیکن جو لوگ ان سے بعد کے ہیں تابعی ہوں یا تبع تابعی وہ بطریق اولیٰ حجت نہیں ہو سکتے"

س۔ کیا ابن عباسؓ کا یہ قول کہ یہودا اسکریوطی مسیح کا مشابہ بنایا جاکر مصلوب کیا گیا تھا۔ کسی آیت کی تفسیر یا شان نزول میں بیان ہوا ہے؟ **ج** کسی آیت کی شان نزول یا تفسیر میں تو نہیں لکن **شبہ لھم** کے نیچے لکھا ہے۔

س۔ کیا ابن عباسؓ اسرائیلی روایات بیان کرنے میں مشہور تھے؟ **ج**۔ "ابن مسعود اور ابن عباسؓ رضی اللہ عنہم کی بابت تو محدثین کا کھلے لفظوں میں **فیصلہ ہے** کہ یہ اسرائیلی روایات بیان کیا کرتے تھے" الکلام المبین صہ ۴۴

س۔ باوجود اس بات کے تسلیم کرنیکے کہ ابن عباسؓ اسرائیلی روایات بیان کیا کرتے تھے پھر آپنے ابن عباسؓ سے ہی روایت کیوں لی؟ **ج** یہ روایت صحیح ہے اور اسرائیلی قصہ نہیں اسلیئے میں نے اسکو بیان کر دیا۔

س اس روایت کے صحیح ہونے کی کیا دلیل ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا آپنے اس کا سلسلہ روایت پیش کیا ہے؟ **ج** سلسلہ روایت تو مینے بیان نہیں کیا لیکن میں اسکو صحیح ہی خیال کرتا ہوں۔

س۔ آپنے تو الکلام المبین کے صہ ۱۳ پر فرمایا کہ "ابن عباس رضی اللہ عنہ جو رئیس المفسرین ہیں عموماً ان ہی سے تفسیر میں اقوال نقل ہوتے ہیں۔ اُنکے سلسلہ کی یہ کیفیت ہے کہ عموماً تو غیر معتبر طریق سے منقول ہیں اگر کوئی معتبر طریق ہے تو ایک آدھ۔ سب سے اچھا طریق ابن عباسؓ سے ابن ابی طلحہ کا ہے اور اس سے بعد ضحاک کا طریق ہے صہ ۱۳ اب جو شخص کسی صحابی کا قول نقل کرے اُس کا فرض ہے کہ اسکی سند بتلا کر اس امر کو واضح کرے کہ یہ روایت فلاں طریق سے ہے تاکہ اُس روایت کی صحت ثابت ہو سکے گو بعد صحت بھی صحابی کا قول دلیل نہ ہو" صہ ۱۴ پس اپنے اس بیان کے مطابق آپ کا فرض نہیں کہ آپ اس کی سند بتا کر ظاہر کریں کہ یہ روایت اُن طریق سے ہے جو ابن عباسؓ کے محدثین نے قرار دیئے ہیں گو بعد صحت بھی یہ حجت نہ ہوگی؟

ج۔ بے شک میرا فرض تو تھا مگر اسکی مجھے سند ملی نہیں لہٰذا معالم التنزیل کے بھروسہ پر مینے اسکو صحیح سمجھ لیا۔

س۔ کیا معالم التنزیل معتبر تفسیر ہے؟ **ج**۔ "منقولی تفسیروں میں معالم التنزیل کا اور معقولی تفسیروں میں تفسیر کبیر کا جو مرتبہ ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ لیکن کیا یہ دونوں تفسیریں من کل الوجوہ مستند ہیں؟ تفسیر معالم کی بابت صاف کہا جاتا ہے نعم التفسیر لو لا ما اسرائیلیات فیہ (حصول المامول) یعنی معالم التنزیل کیا اچھی تفسیر تھی اگر اسرائیلی بے سروپا قصے اسمیں نہ ہوتے اور تفسیر کبیر کی بابت یہانتک کہ گئے ہیں فیہ کل شئ الا التفسیر یعنی کبیر میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے" فیصلہ آرہ صہ ۱۵ ایسا ہی نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے "اکسیر فی اصول التفسیر" کے صہ ۱۰۴ پر لکھا ہے کہ "محرر سطور مطالعہ معالم التنزیل کردہ جامع تفاسیر سلفیہ است امّا قصص بے اصل ایراد کردہ الا ماشاء اللہ یعنی میں صدیق حسن خان نے معالم التنزیل کا مطالعہ کیا ہے سلف کی تفسیروں کی جامع ہے لیکن بے اصل قصے بہت نقل کیئے ہیں"۔ اسلیئے معالم التنزیل باعتبار روایات و قصص قابل اعتبار نہیں۔

س۔ جبکہ آپ کا مسلمہ ہے کہ ابن عباسؓ اسرائیلی روایات کرنے میں مشہور تھے اور معالم التنزیل بھی اسرائیلی قصوں سے بھری پڑی ہے تو پھر آپنے ایسے راوی اور ایسی کتاب مشکوک پر اتنے بڑے عظیم الشان واقعہ صلیب و مشاکلت مسیحؑ کی بُنیاد کیوں رکھی؟ **ج** یہ سب درست ہے مگر ابن عباسؓ نے جو قصہ صلیب کا بیان کیا ہے وہ اسرائیلی لوگوں میں سے کسی کا عقیدہ نہ تھا جو احتمال ہو کہ ابن عباسؓ نے اُن سے سُنکر بیان کر دیا ہے۔

س۔ آپکے قوّت بازو مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی تو شہادۃ القرآن حصہ اوّل میں فرماتے ہیں کہ "یہ کس جاہل سے سیکھا تھا کہ نصاریٰ مسیحؑ کے مصلوب ہونے پر اتفاق رکھتے ہیں آپ اُنکی کتب خلافیات کا مطالعہ کریں پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ نصاریٰ کے قدیم فرقے یہی اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے بلکہ ایک اور شخص صلیب پر لٹکایا گیا تھا جسپر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل ڈالی گئی تھی صہ ۵۱ چنانچہ جارج سیل صاحب قرآن شریف کے ترجمہ انگریزی میں لکھتے ہیں کہ پیغمبر صاحب (اسلام) کے زمانہ کے بہت مدت پہلے عیسائیوں کے بہت سے فرقوں کا یہی اعتقاد تھا چنانچہ فرقہ بے۔ سی۔ لی۔ ڈین جو عیسائیت کے نہایت شروع میں تھا مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے انکار کرتا تھا اور اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ سائمن آپ کی جگہ صلیب پر لٹکایا گیا تھا" صہ ۵۷۔ دیکھیئے اس گواہ نے بڑے زور سے تسلیم کیا ہے کہ نصاریٰ بنی اسرائیل کا یہ اعتقاد تھا پھر آپ کس طرح انکار کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل لوگوں میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہ تھا جو احتمال ہو کہ ابن عباسؓ نے انسے سنکر بیان کر دیا ہے؟ **ج** بیشک میر سیالکوٹی نے تو یہ لکھا ہے لیکن اسمیں تو سائمن نامی کسی شخص کا شبیہ عیسیٰؑ بنا کر مصلوب کیا جانا درج ہے ابن عباسؓ کی روایت میں یہود ا اسکریوطی کا مصلوب ہونا بیان ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے سے کسی سے ابن عباسؓ نے سُنکر بیان نہیں کیا۔

س۔ مولوی صاحب! شہادۃ القرآن حصہ اوّل میں سیل صاحب کے ترجمہ سے بحوالہ انجیل برنباس یہ بھی تو موجود ہے کہ "جب یہود مسیح علیہ السلام کو پکڑنے کے لیئے جا رہے تھے آپ بوساطت چار فرشتگان حضرت جبرئیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ یورئیل تیسرے آسمان پر اُٹھائے گئے اور آپ کی بجائے یہود ا اسکریوطی صلیب دیا گیا اللہ تعالیٰ نے اس مکار کو یہود کی نظروں میں حضرت مسیحؑ کے ایسا مشابہ کر دیا کہ یہود اُسکو پکڑ کر پلاطوس کے پاس لے گئے" صہ ۵۸ فرمایئے اب تو اسرائیلی عقیدہ مطابق روایت ابن عباسؓ آپکو معلوم ہو گیا یا نہیں؟ **ج** البتہ میرے بھائی ابراہیم کی شہادت نے بیشک مجھے جھوٹا کر دیا اب میں اسکی تردید میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سوال ثالث۔ مولوی صاحب یہ تو بتایئے کہ جس دستاویز پر آپ اپنے صدق کا مدار رکھتے ہیں وہ دستاویز تو وہی ہے نا جسکی تعریف "فیصلہ آرہ کے صہ ۱۵ پر آپنے یہ فرمائی ہے کہ "اچھی تفسیر تھی اگر اسرائیلی بے سروپا قصے اسمیں نہ ہوتے"۔ پھر بھلا جس حالت میں اصل دستاویز ہی کو آپ اپنے حلفی بیان میں مشکوک قرار دے چکے ہیں تو کس طرح ایسی دستاویز کی بنا پر آپ کا بیان سچا سمجھا جا سکتا ہے؟ اور یہ بات آپ اپنے اخبار اہلحدیث میں بارہا لکھ چکے ہیں کہ "جس دستاویز کا ایک لفظ یا ایک سطر مشکوک ثابت ہو جائے تو وہ دستاویز تمام کی تمام جعلی اور ناقابل قبول مانی جاتی ہے"۔ چہ جائیکہ ایسی دستاویز جسکو خود پیش کنندہ ہی مشکوک بتا دے ثبوت میں لی جاوے۔ پس آپکے مسلمات کے رو سے بھی تفسیر معالم التنزیل کی منقولہ روایت کیا ناقابل سماعت نہیں؟ **ج** بے شک مینے معالم کو بحوالہ حصول المامول مشکوک بتایا ہے اور یہ بھی میرا مسلمہ ہے کہ جس دستاویز کی ایک سطر بھی مشکوک ہو وہ تمام ناقابل قبول ہو گی۔ لہٰذا معالم التنزیل کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روایت حجت نہیں ہو سکتی۔

سوال ثالث۔ مولوی صاحب! آپ فرما سکتے ہیں کہ مسیحؑ کے بجائے یہودا اسکریوطی کا ہمشکل مسیح بنایا جاکر مصلوب ہونا جو آپنے بیان کیا ہے وہ کیا ایسی کتاب سے نہیں بیان کیا جسمیں اسرائیلی بے سروپا قصے بھرے پڑے ہیں۔ اور جس ابن عباسؓ سے آپنے لیا ہے وہ وہی عبداللہ ابن عباسؓ صحابی ہیں جن کے خلاف آپکی یہ شہادت موجود ہے کہ "صحابی کا قول حجت نہیں خاصکر ایسے صحابی کا جو کسی گذشتہ زمانہ کی کوئی خبر بتاتا ہو اسرائیلی روایات بیان کرتا ہو اور ابن عباسؓ کا اسرائیلی روایات بیان کرنا ابن کثیر جلد اول مصری صہ ۵ سے ثابت ہے" الکلام المبین صہ ۹۳ اور سلسلہ روایت ابن عباسؓ کے متعلق آپنے فرمایا ہے کہ "محدثین کا فیصلہ ہے کہ ابن عباسؓ کی روایتوں میں سے صحیح روایت علی ابن طلحہ کی ہے اس سے بعد ضحاک کی" صہ ۹۲ اور مولوی ابراہیم اہلحدیث آپ کے قوت بازو اور ہم مذہب گواہ پنجم کی شہادت سے معلوم نہیں ہو چکا کہ بعض نصاریٰ بنی اسرائیل بجائے مسیحؑ کے یہودا اسکریوطی کے مصلوب و متشکل ہونے کے معتقد تھے باینہمہ اب آپکے بیان کی صداقت کس طرح تسلیم کیجا سکتی ہے؟ **ج** واقعی میرا بیان سخت مجروح ہو گیا ہے اور قطعاً اس قابل نہیں رہا کہ واقعہ صلیب کے متعلق اس کو صحیح اور یقینی سمجھا جائے لہٰذا میں جواب دہی سے سخت عاجز و لاچار ہو گیا ہوں۔

جرح بطرز دیگر

س۔ مولوی صاحب! یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں میں سے واقعہ صلیب کا رویت کا گواہ کونسا فریق ہے؟ **ج** "یہود و نصاریٰ جو مسیح علیہ السلام کے حالات کو بچشم خود دیکھنے والے اور ایک دوسرے سے نسلاً بعد نسلٍ سننے والے ہیں اسپر متفق ہیں کہ حضرت مسیحؑ سولی دیئے گئے ان دونوں گروہوں کے اتفاق سے یہ امر بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ مسیحؑ موت طبعی سے نہیں مرے" تفسیر ثنائی جلد دوم حاشیہ نمبر ۴ صہ ۳۵ پس رویت کے گواہ یہی دونوں گروہ ہیں مسلمان نہیں۔

س۔ جس حالت میں آپ مانتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ دونوں متفق ہیں کہ مسیحؑ ہی سولی دیئے گئے اور یہی رویت کے گواہ ہیں پھر آپ کی یا کسی کی شہادت کس طرح خلاف رویت قابل تسلیم سمجھی جائے؟ **ج** اسمیں تو شک نہیں کہ دونوں قوموں کا اتفاق قابل غور ہے لیکن "مسیحؑ کے مصلوب و مقتول ہونیکو چونکہ قرآن شریف نے صاف لفظوں میں رد کر دیا ہے اسلیئے اُس کا خیال کوئی مسلمان بلحاظ اتفاق اہل کتاب نہیں کر سکتا" حاشیہ در حاشیہ تفسیر ثنائی جلد دوم صہ ۳۵

س۔ قرآن مجید مصلوبیت و مقتولیت مسیحؑ کی نفی کرتا ہے یا واقعہ صلیب کا ہی سرے سے انکار؟ **ج** واقعۂ صلیب کا تو انکار نہیں صرف قتل مسیحؑ بذریعہ صلیب کا انکار کرتا ہے۔

س۔ قرآن مجید واقعۂ صلیب کو کس طرح ظاہر کرتا ہے آیا یہ کہ مسیحؑ صلیب پر چڑھائے گئے یا یہودا اسکریوطی متشکل بمسیحؑ ہو کر صلیب پر چڑھایا گیا؟ **ج** قرآن مجید نے اس کی بابت صرف یہ فرمایا ہے کہ ما قتلوہ و ما صلبوہ ولکن شبہ لھم یعنی یہود نے نہ تو اُسکو مارا اور نہ سولی دیا ہاں اُنکو ایک قسم کا اشتباہ بے شک ہوا۔ تفسیر ثنائی جلد دوم صہ ۲۱۹ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بجائے مسیحؑ کسی اور کو یہود نے شبہ میں مار ڈالا تھا۔

س۔ یہ کونسے لفظ کا مفہوم ہے کہ کسی اور کو مصلوب کیا تھا؟ **ج** شُبِّہَ لَھُمْ کے لفظ سے یہ سمجھا جاتا ہے۔

س۔ شُبِّہَ لَھُمْ کے لفظی معنے کیا ہیں؟ **ج** مشابہ کیا گیا مانند کیا گیا۔

س۔ کون مشابہ کیا گیا اور کس کے مشابہ کیا گیا اور کس امر میں مشابہ کیا گیا؟ **ج** دوسرا شخص جو مصلوب ہوا تھا وہ مشابہ کیا گیا اور مسیحؑ کے مشابہ کیا گیا۔ اور صورت و شکل میں مشابہ کیا گیا۔

س۔ کسی دوسرے شخص کا ذکر اس آیت مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ الآیہ میں کس جگہ پر ہے جہاں سے آپنے دوسرا شخص پیدا کر لیا؟ **ج** گو اس آیت میں تو ذکر نہیں لیکن اسکو ذکر شدہ ہی سمجھنا چاہیئے

س۔ بلا وجہ بغیر دلیل بے ثبوت کیونکر دوسرے شخص کا ذکر اسمیں سمجھ لیں؟ **ج** بظاہر تو اسکی دلیل کوئی نہیں تقلیدی طور پر ہم لوگ ایسا ہی مانتے چلے آئے ہیں۔

س۔ بھلا مولوی صاحب! یہ تو فرماؤ کہ یہودا اسکریوطی جسکو مسیحؑ کی شکل عطا فرمائی گئی حضرت مسیحؑ کا دشمن تھا یا دوست؟ **ج** مرتد حواری سخت دشمن تھا۔

س۔ اس نے خود بخود مسیحؑ کا بہروپ بھر لیا تھا یا خدا نے اسکو مسیحؑ کا ہمشکل بنا دیا تھا؟ **ج** خدا نے اس کو مسیحؑ کی صورت پر کر دیا تھا۔

س۔ کیا یہ جعلسازی نہ تھی کہ ایک شیطان دشمن رسولِ رحمٰن کو اپنے برگزیدہ رسول کی شکل عطا فرما کر یہود کو دھوکا دیا گیا؟ **ج** یہ شکل بطور سزا و پاداش مکر یہود تھی تاکہ وہ جو مسیحؑ کو مروانا چاہتا تھا خود مارا جائے۔

س۔ کیا بغیر عطائے شکل یہودا اسکریوطی اپنی سزا کو نہیں پہنچ سکتا تھا؟ **ج** پہنچ تو سکتا تھا مگر یہود کو چونکہ دھوکا دینا مقصود تھا اس لیئے اسکو مسیحؑ کا مشابہ بنا دیا۔

س۔ بھلا مولوی صاحب! اگر کوئی شخص لوہے کے اوپر سونے کا ملمع کرکے آپکے ہاتھ فروخت کرے تو آپ اسکو سونا جانکر خریدینگے یا لوہا؟ **ج** اگر مجھکو اس کا علم نہ ہو کہ یہ لوہا ہے تو میں ضرور سونے کی چیز سمجھ کر اُسکو خرید لونگا۔

س۔ جب آپ کو اس کا علم ہو جائے کہ یہ دراصل لوہا ہے جسپر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہے تو آپ پھر کیا کرینگے؟ **ج** میں فروشندہ کو پولیس کے حوالہ کرکے سزا دلاؤں گا۔

س۔ اگر پولیس آپ کو سزا دے اور ملزم ٹھہرادے کہ تم نے دھوکا کھا کر لوہے کو سونا کیوں سمجھا اور اصل ملزم ملمع ساز فروشت کنندہ کو چھوڑ دے تو آپ کیا کہیں گے؟ **ج** میں پولیس کو ظالم یا رشوت خور یا فروخت کنندہ ملمع ساز کا حامی خیال کرونگا کہ انہوں نے دھوکا دینے والے کو تو بلا سزا چھوڑ دیا اور دھوکا کھانے والے کو الٹا ملزم گردان لیا۔

س۔ کیا عقل و قانون و انصاف کے رو سے جس حالت میں آپ اسکو لوہا ہی نہیں جانتے تھے اور سونا جانکر خریدنے بیٹھے تو دھوکہ خوردہ بے قصور تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دھوکہ دہندہ قصوروار تھا یا نہیں؟ ج بے شک دھوکہ دہندہ قصوروار تھا۔

س۔ اب آپ غور کرکے فرمائیے کہ یہودا اسکریوطی جو دراصل دشمن مسیحؑ بمنزلہ لوہے کے تھا اُسکو خدا نے مسیحؑ کی صورت و شکل عطا فرما کر گویا لوہے پر سونیکا ملمع کرکے یہود کے ہاتھ دیدیا اور یہود بالکل اس امر سے بے خبر تھے کہ یہ ملمع کاری ہے دراصل مسیحؑ نہیں بلکہ مصنوعی مسیحؑ ہے جسپر مسیحؑ کا ملمع کیا گیا ہے تو ایسی حالت میں یہود ملزم ہونگے جو دھوکہ خوردہ ہیں یا معاذ اللہ خدا تعالیٰ پر الزام عائد ہوگا جس نے دھوکہ دیا؟ ج اسمیں شبہ نہیں کہ دھوکہ دہندہ پر الزام آتا ہے نہ یہود دھوکہ خوردگان پر مگر مصلحت الٰہی میں انسان کیا کہہ سکتا ہے۔

س۔ عجیب مصلحت الٰہی ہے جو دھوکہ کے ذریعہ صادر ہوتی ہے۔ اور جس سے ایک ادنیٰ انسانی عقل بھی نفرت کرتی ہے بھلا آپ یہ تو فرمائیے کہ تلبسوا الحق بالباطل اور تکتموا الحق اس سے بڑھکر بھی ہو سکتا ہے کہ ایک سچے اور جھوٹے کو ملا کر حق و باطل کو ملتبس کر دیا جائے اور الحق کو آسمان پر پہنچا کر چھپا دیا جاوے؟ ج اسمیں حق و باطل کی تلبیس کیا ہوئی؟

س۔ اس سے زیادہ تلبیس کیا ہوگی کہ ایک ایسے شخص کو جو علانیہ باطل تھا یعنی یہودا اسکریوطی اُسکو بقول آپکے الحق کا لباس پہنا کر حق اور باطل کو ملا دیا اور ہر ایک دیکھنے والے نے اس باطل کو حق ہی سمجھا حتیٰ کہ اُسکے مخلص پیروؤں نے بھی الباطل کو الحق کا خول چڑھا دیکھ کر صادق در است باز ہی جانا۔ اگر الٰہی مکر اور تدابیر ایسی ہی ہوتی ہیں تو بہرویوں کے متعلق جو وعید آئی ہیں وہ غلط ہیں کیونکہ خود خداوند کریم ہی بقول آپکے زید کو عمر کا بہروپ بدلا کر عمر بنا دیتا ہے تو بندوں کا کیا قصور۔؟

ج میں تو کہہ چکا ہوں کہ یہودا کو مسیحؑ کا ہمشکل سزا دلانے کے لیئے بنایا گیا تھا۔

س۔ مولوی صاحب اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا کو مسیح علیہ السلام کی معاذ اللہ ذلت منظور تھی جس طرح کہ شیعہ بعض امصار میں خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم کی صورتیں بنا بنا کر محرم میں انکی بے حرمتی کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ نے یہودا کو مسیحؑ کا ہمشکل بنا کر مسیحؑ کی ذلت کرائی اور کسی نے نہ جانا کہ یہودا ہے کیا ہر ایک دوست و دشمن نے یہودا کو مسیحؑ ہی نہیں جانا تھا؟ ج یہ تو سچ ہے کہ دیکھنے والوں نے یہودا کو مسیحؑ ہی جانا اور سمجھا تھا اور اس سے مسیحؑ کی ذلت ہوئی۔

س۔ کیا انبیاء علیہم السلام کی صورت و شکل مقدس نہیں ہوتی؟ ج بے شک مقدس مطہر ہوتی ہے

س۔ اگر ایک شیطان الانس کو نبی کی صورت و شکل دیدی جائے تو اسمیں نبی کی ہتک اور توہین اور اُس شیطان کی عزت و حرمت ہوگی یا نہیں؟ ج ہاں ضرور ایسا کرنے سے نبی کی بے عزتی اور دشمن نبی کی عزت ہوگی۔

س۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسمیں کونسی خوبی سمجھی تھی کہ ایسے شخص کو جو دشمن خدا و رسول تھا اپنے مقدس نبی کی پاک و نورانی شکل عطا فرمادی مناسب تو یہ تھا کہ اسکو بجائے مسیحؑ کے ہمشکل و شبیہ بنانے کے سُؤر بندر۔ کتا بنا دیا جاتا آخر کونوا قردۃ خاسئین کے مطابق یہود کو بھی بقول آپکے بندر بنا دیا تھا غور کرکے بتائیے کہ ایسے شریر کا سُؤر کتا بندر بنانا بہتر تھا یا مقدس نبی اولوالعزم کا شبیہ اور شبیہ بھی اُسی کا جس کا وہ جانی دشمن تھا؟ ج یہ سچ ہے کہ ایسے خبیث کو بندر سُؤر بنانا موزون تھا مگر کیا کیا جاوے ع

گھر سے آیا ہے معتبر نائی

ہم کو روایات و کتب تفاسیر نے حیران کر رکھا ہے

س۔ مولوی صاحب! آپنے جو اپنے بیان میں یہ لکھا یا ہے کہ مسیحؑ کی شکل کا حلیہ پکڑوانے والے پر ڈالدیا اسی بیان سے آیت شُبِّہَ لَھُمْ اور قول ابن عباسؓ اور اناجیل مروجہ۔ منطبق ہو جاتی ہیں" تفسیر ثنائی جلد دوم ۴۲ صفحہ ذرا اناجیل مروجہ سے قول ابن عباسؓ کہ جسکی بنا پر آپ یہودا اسکریوطی کو شبیہ عیسیٰؑ بتا رہے ہیں تطبیق دیکر تو دکھا دیں؟

ج دیکھو انجیل متی میں لکھا ہے کہ یہودا نے پھانسی سے خودکشی کر لی۔

س۔ انجیل متی ۲۷ باب ۵ آیت میں تو یہ لکھا ہے کہ یہودا اسکریوطی "وہ روپے (جو رشوت میں یہودیوں سے مسیحؑ کو پکڑوانے کے عوض لیئے تھے) ہیکل میں پھینک کر چلا گیا اور جاکر آپ کو پھانسی دی" دیکھو اسمیں تو یہودا کا اپنے تئیں ندامت کے مارے خودکشی کرنے کا ذکر ہے اور مسیحؑ کو پکڑوانے کے بعد اُس کا سردار کاہنوں اور یہودیوں کے پاس کر روپیوں کا واپس دینا اور اپنی خطا پر تاسف کرنا اسی انجیل کے ۲۷ باب ۳ و ۴ آیت میں مذکور ہے اور ابن عباسؓ کے قول موقوف میں لکھا ہے کہ مسیحؑ کو جبرئیلؑ پہلے ہی روزن چھت سے آسمان پر نکالکر لے گئے تھے بعد ازاں یہودا پر القاء شبہ عیسیٰؑ ہوا۔ اصل الفاظ قول مذکور کے یہ ہیں:۔

فرفعه الى السماء من تلك الروزنة

پس اُٹھا لیا عیسیٰؑ کو آسمان کی طرف چھت کے اُس روزن سے فالقی الله علیه شبه عیسیٰؑ پس ڈالی اللہ نے شکل عیسیٰؑ اُس (پکڑوانے والے یہودا) پر اسمیں رفع الی السماء پہلے ہوا اور القاء شبہ بعد میں جیسا کہ فالقی اللہ کی ف کا منشاء ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیحؑ کے غائب ہونیکے بعد یہودا اسکریوطی مکان میں داخل ہوا اور بعد دخول مکان اُسکو شبیہ عیسیٰؑ بنایا گیا اور اناجیل مروجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ کو پکڑوانے کے بعد جب مسیحؑ پر یہودیوں نے قتل کا فتویٰ دیا تو یہودا اپنے کیئے پر نادم ہو کر زر رشوت واپس دینے گیا جب کسی نے وہ روپے نہ لیئے تو ہیکل میں پھینک کر خودکشی کر کے مر گیا۔ لہٰذا آپ ہر دو میں اپنے بیان کے مطابق تطبیق کریں؟

ج اناجیل مروجہ کا اعتبار نہیں یہ محرف ہیں۔

س۔ پھر آپنے اناجیل مروجہ کے ساتھ قول ابن عباسؓ کا منطبق ہونا اپنے تفسیری بیان میں کیوں لکھا؟

ج محض دفع الوقتی کے طور پر لکھدیا تھا ورنہ میں نے کبھی اسپر غور نہیں کیا کہ انجیل میں کیا ہے اور قول ابن عباسؓ میں کیا۔

س۔ اگر تاریخی واقعات پر پچھلے لوگ (واقعہ صلیب کو) معلوم کرنا چاہیں تو (اناجیل مروجہ) کی تحریر (جو مسیحؑ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالات دیکھنے والے ہیں اُنکے نزدیک زیادہ معتبر ہوگی یا اُن مورخوں (مفسروں راویوں) کی جو سیکڑوں برس بعد اس واقعہ سے پیدا ہوئے ہیں۔" تفسیر ثنائی جلد اوّل حاشیہ صفحہ ۷۲۔ **ج** حاشا و کلا (مسیحؑ کے حالات و واقعات صلیب) دریافت کرنے کو (اناجیل مروجہ) سب سے زیادہ قابل اعتبار ہیں جو واقعات کو بچشم خود دیکھنے یا دیکھنے والوں سے سُننے والے ہیں۔ پس یہ ہمیشہ قاعدہ صحیح ہے اور ہونا چاہیئے کیونکہ لیس الخبر کالمعائنۃ۔" تفسیر ثنائی جلد اوّل حاشیہ صـ۷۲ ؛

س۔ پھر بھلا ابن عباسؓ کا قول یا کسی مفسر کا بیان بمقابلۂ گواہان رویت حسب قاعدہ جناب والا لیس الخبر کالمعائنۃ کا مصداق نہیں؟

ج بے شک "مسیحؑ کے حالات دیکھنے والے یہود و نصاریٰ دونوں قومیں ہیں جو اسکے حالات کو تحقیق کرنے میں ہم سے زیادہ مصروف تھے۔ یہود نصاریٰ سے زائد اور نصاریٰ یہودیوں سے بڑھکر اُنکے حالات کے متلاشی تھے چنانچہ اناجیل مروجہ سے اس بات کا پتہ بآسانی ملتا ہے کہ عیسائیوں کو مسیحؑ کے حالات سے کسقدر اُنسیت تھی معمولی مشاغل چلنا پھرنا اُنکا بھی قلم بند کر رکھا ہے۔" تفسیر ثنائی جلد دوم حاشیہ ۴ صـ۳۶ و ۳۷۔ ان ہر دو کا بیان رویت سے ہے اور دیگر اہل اسلام یا مفسرین کا بے سند محض سماعی۔ اور لیس الخبر کالمعائنۃ کا پورا مصداق۔

س۔ مولوی صاحب! جبکہ آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ ایک دوسرے سے بڑھکر مسیحؑ کے حالات کے متلاشی تھے اور یہ دونوں گروہ باوجود باہمی بغض و عناد کے اس امر پر متفق ہیں کہ مسیح علیہ السلام ہی صلیب پر چڑھائے گئے تو کیا ان دونوں گروہوں کا اتفاق کوئی قابل غور نہیں جو کہ مسیحؑ کے حالات کو بچشم خود دیکھنے والے ہیں؟

ج بے شک ہے تو قابل غور لیکن ان دونوں گروہوں کا اسپر بھی تو اتفاق ہے کہ وہ سولی پر مر گئے۔ پھر سولی پر مرنا اُن کا ان گروہوں کے اتفاق سے کیوں نہیں تسلیم کر لیا جاتا؟

س۔ مولوی صاحب! آپ جانتے ہونگے کہ قتل بالصلیب یعنی مسیحؑ کا صلیب پر مارا جانا کوئی امر حسّی نہیں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض کو بیہوشی کی حالت میں میّت سمجھ لیتے ہیں مگر دراصل وہ ایسی حالت ہوتی ہے جو سکتہ وغیرہ کے مشابہ ہو کر کالمیّت کر دیتی ہے اسلیئے بیہوش شدہ انسان کو دیکھنے والے حتّٰی کہ ڈاکٹر و طبیب بھی مردہ سمجھ لیتے ہیں جس سے معلوم ہو گیا کہ مرنا یا بذریعہ صلیب و بندوق و آلات قتل کسی کا مضروب ہو کر مارا جانا امر حسّی نہیں۔ خاصکر ایسی حالت میں جبکہ خود خداوند کریم نے روح کا قبض کرنا اپنے ذمہ لیا ہو اور انی متوفیک فرما کر وعدہ کر لیا ہو کہ "اے عیسیٰؑ میں ہی تجھے موت طبعی سے ماروں گا یہ نہ ہوگا کہ تیرے دشمن تجھے کچھ تکلیف پہنچا سکیں۔" تفسیر ثنائی جلد دوم حاشیہ نمبر ۴ صـ۵۸ ایسی صورت میں یہود و نصاریٰ کا ایک غیر مرئی اور غیر محسوس امر پر اتفاق کر لینا کیونکر قابل تسلیم ہو اور خاصکر جبکہ قرآن مجید نے مسیحؑ کی موت بالصلیب کی نفی کر دی ہو؟ اس لیئے قتل بالصلیب مسیحؑ پر اُن کا اتفاق قابل قبول نہیں۔ آپنے بھی تو ان دونوں گروہوں کے مسیحؑ کے بن باپ پیدا ہونے پر اتفاق کر لینے کو قابل غور قرار دیکر بڑی وقعت دی ہے دیکھو اپنی تفسیر مذکور کا حاشیہ نمبر ۳ صـ۳۷ مگر مسیحؑ کے مقتول و مصلوب ہونے کو بوجہ قرآن شریف کے رد کر دینے کے بلحاظ اتفاق اہل کتاب صحیح نہیں مانا۔" تفسیر مذکور حاشیہ در حاشیہ صـ۳۵ **ج** یہ تو میں مانتا ہوں کہ قتل بالصلیب پر اہل کتاب کا اتفاق بوجہ انکار قرآن مجید قابل قبول نہیں مگر ساتھ میں اس امر کے ماننے پر بھی معذور ہوں کہ مسیحؑ ہی صلیب پر چڑھایا گیا کیونکہ ہمارے مفسرین نے بہت روایات نقل کر کے بتا دیا ہے کہ نقلی مسیحؑ کو صلیب دیا تھا۔

س۔ مولوی فاضل صاحب! اصحاب کہف کے بارے میں کہ وہ کس زمانہ میں ہوئے اور کس نبی کے پیرو تھے آپنے یہ نہیں لکھا کہ "اسکے متعلق قطعی فیصلہ کرنا تو مشکل ہے کیونکہ ایک تو زمانہ گذشتہ کا واقعہ ہے جس کا ثبوت نہ چشم دید ہے نہ صاحب وحی سے کوئی روایت آئی ہے البتہ مورخین کی محض رائیں اور قیاسات ہیں۔" تفسیر ثنائی جلد پنجم حاشیہ صفحہ ۴۶۔ ؟ **ج** بے شک میں نے یہ لکھا ہے۔

س۔ تو کیا واقعۂ صلیب ایک گذشتہ زمانہ کا واقعہ نہیں؟

ج ہاں گذشتہ زمانہ کا واقعہ ہے۔

س۔ کیا اس کا ثبوت آپنے چشم دید پیش کیا ہے؟

ج چشم دید تو کوئی ثبوت نہیں۔

س۔ کیا صاحب وحی نے اسکے متعلق کوئی روایت بیان کی؟ **ج** نہیں۔

س۔ کیا بجز مفسرین کی رائے یا ابن عباسؓ کے قول موقوف ناقابل حجت کے کوئی اور ثبوت کسی نقلی مسیح کے مصلوب ہونیکا ہے؟ **ج** نہیں۔

س۔ پھر واقعہ صلیب کے متعلق باوجود عدم ثبوت کے کوئی قطعی فیصلہ کرنا تو آسان ہو گیا مگر اصحاب کہف کے متعلق مشکل۔ یہ ترجیح بلا مرجح نہیں تو کیا ہے؟

ج واقعات کے لحاظ سے دونوں قصے مساوی ہیں اور دونوں کا قطعی فیصلہ ناممکن ہے۔

س۔ آپکے بزرگ مولوی بشیر سہسوانی نے جنکو آپنے بلحاظ علم و تقویٰ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کا جانشین قرار دیا تھا اور آپکے ممدوح سجادہ نشین گولڑہ نے جنکی تقریظ کی نقل کلام المبین میں اور خط کی نقل فیصلہ آرہ میں کی ہے اپنے بیانات میں جو مسیحؑ کی درخواست پر مسیحؑ کے ایک مخلص حواری کو بطور انعام الٰہی مسیحؑ کی شکل کا دیا جانا اور اس کا بجائے مسیحؑ مقتول ہونا بروایت ابن عباسؓ لکھا یا ہے وہ آپ کی اس روایت پیشکردہ کے خلاف ہے یا نہیں؟ **ج** بے شک سخت خلاف ہے۔

س۔ کیا ایک واقعہ کے متعلق ابن عباسؓ نے مختلف بیان دیئے ہیں؟ **ج**۔ اقوال ابن عباسؓ تو واقعی واقعہ صلیب کے متعلق مختلف ہیں لیکن اُن میں صحیح صرف ایک ہے۔ باقی سب غلط۔

س۔ وہ کونسا صحیح ہے؟ **ج** جو میں نے یہود اسکریوطی والا پیش کیا ہے۔

س۔ گولڑوی و سہسوانی والی روایت جھوٹی ہے؟ اور انہوں نے جھوٹ بولا ہے؟ **ج** ہاں وہ روایت جھوٹی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اُن کا بیان غلط ہے

س - آپنے جو دراینحا بھی ابن عباسؓ کی روایت کو صحیح کرنیکی کوشش کی ہے اور صلیب پر لٹکنے والیکو غیر مسیحؑ ثابت کرنا چاہا ہے وہ کس دلیل سے غیر مسیحؑ ثابت ہوا؟ **ج** "یہ بموجب اناجیل مروجہ ثابت ہے کہ جب اُس شخص کو جسپر مسیحؑ کی شبیہ ڈالی گئی تھی پھانسی دی گئی تو اُس نے کچھ ایسی گھبراہٹ کی جو انبیاء تو کجا بلکہ عوام صلحاء کی شان سے بعید ہے تکلیف کے وقت چلّانا اور شور مچانا اور خدا کی شکایت کرنا کون نہیں جانتا کہ صلاحیت سے کوسوں دُور ہے۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ شخص پھانسی شدہ مسیحؑ نہ تھا" تفسیر ثنائی جلد دوم حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۷۱ و ۷۳۔

س - متشکل مسیحؑ نے کونسی گھبراہٹ اور کس طرح چلاکر شور مچایا اور خدا کی کیا شکایت کی جو صلحاء والی شان سے بعید تھی؟ **ج** دیکھو انجیل متی باب ۲۶ آیت ۴۲ میں لکھا ہے "پھر مسیحؑ نے دوبارہ جاکر دعا مانگی اور کہا کہ اے میرے باپ (یعنی خدا) اگر میرے پینے کے بغیر یہ پیالہ مجھ سے نہیں گذر سکتا تو خیر تیری مرضی" یہ گھبراہٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ نبی کی شان یہ نہیں کہ وہ ایسا بے صبر ہو کر خدا کی راہ میں جان دینے سے گھبرا جاوے۔

س - یہ دعا مانگنا بروئے اناجیل مروجہ گرفتاری مسیحؑ سے پہلے ہوا ہے یا آسمان پر اُٹھائے جانے اور یہودا اسکریوطی کے مسیحؑ بنائے جانے کے بعد؟

ج یہودا اسکریوطی کے مسیح بنائے جانے سے پہلے ہی اس دعا مانگنے کے بعد یہودی لوگ بہراہی یہودا گرفتار کرنے آئے تھے اُسوقت یہودا کی شکل مسیحؑ کی بنائی گئی تھی۔

س - جبکہ یہودا اسکریوطی کو ابھی یہ شرف و بزرگی مسیحؑ کا شبیہ بنائے جانے کی حاصل ہی نہیں ہوئی تھی تو دعا مانگنے والا اصلی مسیحؑ ہوا یا نقلی مسیحؑ یہودا اسکریوطی؟ **ج** بیشک بروئے اناجیل تو دعا مانگنے والا یہودا نہیں ہو سکتا کیونکہ دعا مانگنے سے پہلے یہودا کو مسیحؑ کا شبیہ نہیں بنایا تھا وہ تو جب گرفتار کرانے آیا تب مسیحؑ کا ہمشکل بنایا گیا۔ لہٰذا یہ دعا مانگنا یہودا کا نہیں مجھ سے جہالت ہوئی جو مَیں نے ایسا سمجھا۔

س - کیا مسیحؑ کا خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگنا کہ "اے میرے باپ (خدا) اگر ممکن نہیں کہ یہ پیالہ (صلیبی لعنتی موت کا) میرے پینے بغیر مجھ سے گذر جائے تو تیری مرضی" صلاحیت سے کوسوں دُور ہے؟ کیا مسیحؑ نے کسی غیر اللہ سے التجا کی تھی جو آپنے اس التجا کو عوام صلحاء کی شان سے بعید بتلایا؟ **ج** گو یہ دعا خدا سے ہی مانگی گئی تھی مگر اس میں اضطرار اور گھبراہٹ ایسی پائی جاتی ہے جو صلاحیت سے دُور ہے۔

س - کیا یہ اضطرار اور گھبراہٹ اور غم جو کہ ایک لعنتی موت کی وجہ سے تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کے حزن و غم سے بڑھکر تھا جسکی بابت آپنے تفسیر ثنائی جلد چہارم کے صفحہ ۱۴۴ میں یوں لکھا ہے کہ "یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں سے روگردانی کرکے یوسفؑ کے غم میں کہنے لگا۔ ہائے یوسفؑ کے حال پر اور اسقدر یوسفؑ کے فراق میں روتا تھا کہ اُسکی آنکھیں مارے غم کے سفید بے نور (اندھی) ہو گئی تھیں" کیا ایک نبی کا باوجود وحی اللہ سے آگاہی معلوم ہونیکے کہ عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعاً اور اعلم من اللہ ما لا تعلمون کا دعویٰ کرنیکے برسوں رونا اور رونا بھی ایک بیٹے کے غم میں اور ایسا رونا کہ روتے روتے آنکھیں کھو بیٹھنا آپکے خیال میں نبی کی شان کے لائق ہے؟ مگر مسیحؑ کا دشمنوں کے ہاتھ قتل ہونے سے بچائے جانے کی خدا سے دعا کرنا صلاحیت سے دُور یہ عجیب نئی منطق ہے۔ پھر اور لیجئے یوسف علیہ السلام کا اپنے صاحب السجن سے یہ درخواست کرنا کہ "تو اپنے آقا کے پاس جو والیٔ ملک ہے میرا بھی ذکر کیجیو کہ ایک بے گناہ مظلوم جیلخانہ میں پھنسا ہوا ہے چونکہ یوسفؑ کا یہ سوال حسب شان نہ تھا گو شرعاً جائز تھا مگر عرف خاص میں پسندیدہ نہیں تھا پس اسی وجہ سے وہ قید خانہ میں کئی سال تک کس مپرسی کی حالت میں پڑا رہا" تفسیر ثنائی جلد چہارم صفحہ ۱۳۰ آپکے خیال میں شرعاً جائز اور منافی نبوت نہیں حالانکہ غیر خدا سے التجا تھی اور تھی بھی صرف عارضی چند روزہ قید سے رہائی کے لیئے۔ مگر مسیحؑ کا دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچائے جانے اور لعنتی موت سے محفوظ رہنے کی خداوند قدوس سے دعا کرنا عوام صلحاء کی شان سے بعید اور شاید بخیال جناب شرعاً جائز بھی ہو تو بعید نہیں۔ اب مولوی صاحب فرمائیے کہ دعاء مسیحؑ کو خلاف صلاحیت قرار دینے میں آپکی درایت بحد غوایت پہنچ گئی ہے یا نہیں؟ **ج** مَیں اسوقت ساکت ہو گیا ہوں اور اس دعا کو گھبراہٹ بتا کر سخت غلطی کا مرتکب ہوا ہوں لیکن پھانسی پر چڑھے ہوئے ہمشکل مسیحؑ کا شور مچانا اور چلّانا تو صریح صلاحیت سے دُور اور نبی کی شان سے بعید ہے جیسا کہ متی کی انجیل ۲۷ باب ۵۰ آیت میں لکھا ہے کہ "یسوع (مسیح) نے بڑے شور سے چلّا کر جان دی" تفسیر ثنائی جلد دوم حاشیہ ۴ صفحہ ۸۲۔

س - یہ امر بھی مولوی صاحب نبی کی شان سے بعید نہیں اور نہ صلاحیت سے دُور ہے تکلیف سے ہائے ہائے کرنا یا درد سے بے ساختہ چیخنا اور بڑی آواز نکالنا مقتضائے بشریت ہے آخر مسیحؑ بھی تو انسان تھے کوئی فولاد یا لکڑی کے بنے ہوئے تو نہ تھے جو صلیب پر لٹکنے سے درد محسوس نہ کرتے جبکہ انکے ہاتھوں میں میخیں ٹھونکی ہوئی تھیں تو درد اور تکلیف نہ پہنچتی کیا آپنے قرآن شریف میں یہ نہیں پڑھا یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متیٰ نصر اللہ۔ جس کی تفسیر میں آپنے لکھا ہے کہ "اے مسلمانوں ابھی تمپر وہ تکالیف نہیں آئیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھیں ہر طرح کی سختیاں اور تکلیفیں بھی اُنکو پہنچیں اور مخالفوں کی طرف سے کانپتے رہے یہاں تک اُنکو تکلیف پہنچی تھی کہ اُس زمانہ کے رسول اور اسکے تابعدار مومن بول اُٹھے تھے

(یعنی چلا اُٹھے تھے) کہ اللہ کی مدد جسکا ہم سے وعدہ ہُوا ہے کب ہوگی - اسپر اللہ کی طرف سے بطور تسلی اُن سے کہا جاتا تھا کہ **ہوش کرو** خدا کی مدد بہت قریب ہے" تفسیر ثنائی جلد دوم صـ۱۵۱ کیا رسولوں اور مومنوں اور صلحاء کا تکلیفوں اور سختیوں سے گھبرا کر متیٰ نصر اللہ کہہ اُٹھنا عین صلاحیت ہے مگر مسیحؑ کا ہر ایک یاس اور زلزال کی تکلیف سے آواز نکالنا یا ایلی ایلی لما سبقتانی جو مترادف متیٰ نصر اللہ کے ہے پکارنا عوام صلحاء کی شان سے بھی بعید - کسقدر غلط گوئی ہے؟ اور دیکھو لوط علیہ السلام کا یہ کہنا - قال لو ان لی بکم قوۃً او اوی رکن شدید یعنی کاش کہ آج مجھکو قوت ہوتی یا کسی زبردست حمایتی کی پناہ میں آیا ہوتا - جو تمھارے دفعہ کرنے پر قادر ہوتا" تفسیر ثنائی جلد چہارم صـ۱۱۱ جو خدائی بھروسہ سے روگردان ہوکر غیر اللہ کی حمایت اور پناہ کے نہ ہونے پر حسرت اور اظہار بے بسی کرنا ہے شان نبوت کے خلاف نہیں مگر مسیحؑ کا خدا تعالیٰ کو پکارنا اور صلیب پر مارے جانیکے تمام اسباب مہیا دیکھ کر اُس وحدہ الٰہی کو جو یعیسیٰ انی متوفیک والا تھا خیال کرکے متیٰ نصر اللہ کہنے والوں کی طرح ایلی ایلی لما سبقتانی یعنی اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا - کہدینا شور مچانا اور خدا کی شکایت کرنا بتایا جاتا اور یہ صلاحیت سے دُور کہلاتا ہے مولوی صاحب متیٰ نصر اللہ کہنے والوں کو تو آپ صالح اور رسول مانتے ہیں (حالانکہ یہ کلمہ صریح شکایت باری تعالیٰ ہے اسی لیئے جواب میں اللہ تعالیٰ الا جیسا کلمہ فرماکے آگے نصر اللہ قریب فرماتا ہے) اور اے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا کہنے والے کو خدا کی شکایت کرنیوالا فرماتے ہیں - کونسی آیت یا حدیث سے آپنے درد سے کراہنے اور چلّانے کو بشریت اور رسالت کا منافی اور خدا کے پکارنے کو خدا کی شکایت قرار دیا ہے؟

ج - یہ درست ہے کہ درد سے چلّانا منافی بشریت و صلاحیت و رسالت نہیں کیونکہ یہ اضطراری حالت ہے مگر کیا کیا جاوے مسیحؑ کی نسبت ایسے کلمات شور کو سُنکر بوجہ مسیحؑ کو نرالا اور بدع من الرسل جاننے کے ہم ایسی باتیں بناتے ہیں ورنہ دراصل بات یہی ہے کہ بجائے مسیحؑ کے کسی غیر مسیحؑ کا صلیب پر چڑھایا جانا ایک لغو اور بے اصل اور خیالی داستان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور نہ اسکا کچھ ثبوت ہے؛

س - آپکے ہم مذہب علماء نے آپ کی تضلیل و تکذیب و تکفیر کا کوئی فتویٰ دیا ہے؟ **ج** ہاں میرے جو تفسیر عربی میں شائع کی تو اُسکو پڑھکر میرے اُستادوں اور بزرگوں اور دیگر علماء نے میری خلاف میری گمراہی اور ضلالت کا فتویٰ ضرور دیا ہے تکفیر کا کسی نے نہیں دیا۔

س - آپنے اکلام المبین کے صـ۱۶۳ پر تو لکھا ہے "کہ خاندان غزنویہ نے غضب تو یہ کیا کہ خاکسار پر فتویٰ شائع کردیا کہ مصنف تفسیر القرآن (ثناء اللہ) اہل سُنّت اور اہل حدیث سے تو کیا بلکہ بقول **بعض اسلام سے بھی خارج ہے**" کیا یہ تکفیر کا اقرار نہیں ہے؟

ج ہاں بعض علماء نے تکفیر بھی کی ہے مگر سب نے نہیں کی؛

س - کیا یہ مکفرین اور مضلّین آپ کی تکفیر و تضلیل و تذلیل میں برسرحق ہیں یا کاذب؟ **ج** یہ سب مفتری اور جھوٹے ہیں محض تعصّب اور ضد سے فتویٰ دیا ہے؛

س - آپنے مرزا صاحب کے خلاف مقدمہ میں گواہی دیتے ہوئے یہ بیان کیا تھا کہ "جھوٹ بولنے والا بھی ایک قسم کا متقی ہوتا ہے"؟ **ج** ہاں بحوالہ تفسیر بیضاوی میں نے ایسا بیان کیا تھا؛

س - کیا آپ مفسرین کے مقلد ہیں حالانکہ جا بجا آپ فرماتے ہیں کہ بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا قول حجت نہیں تو پھر بیضاوی کی تقلید سے آپنے اپنا عقیدہ کیوں قائم کرلیا؟ **ج** گو میں کسی کا مقلد نہیں مگر بوجہ مخالفت مرزا صاحب و بغرض بریت کرم دین (کذّاب) مجھے اُسوقت تقلید ہی کرنی پڑی؛

س - جبکہ آپ جھوٹ بولنے والے کو بھی متقی سمجھتے ہیں تو کیوں نہ یہ خیال کیا جاوے کہ اس مقدمہ صلیب مسیحؑ میں بھی بوجہ مخالفت مرزا صاحب آپنے جھوٹ بولا ہو جسکو تقوے کے خلاف نہیں سمجھتے؟ **ج** بات تو کچھ ایسی ہی ہے؛

اگر آپ وقت عزیز کی کچھ قدر کرتے ہیں اور فرصت کی گھڑیاں کسی مفید مشغلہ میں گذارنا چاہتے ہیں تو یہ کتابیں منگائیے اور پڑھیئے

نام کتاب	قیمت
ترکیب بند صادق یعنی تذکرۃ الاسلاف تبصرۃ الاخلاف	
حواشی میں اسلامی تاریخ کے درخشاں واقعات قیمت علاوہ محصول	۴ر
انشاء فیض منشاء فن مضمون نویسی میں۔	۴ر
خیالات دربارہ مستورات۔ اسم بامسمّیٰ بہت سے نہایت ضروری سوشیل مضامین کا لب لباب	۲ر
رفیق زوجین۔ شوہر و زوجہ دونو کے مطلب کی ازبس مفید باتیں۔	۲ر
پنج ارکان اسلام منظوم نہایت مفید و دلچسپ۔	۱ر
مکاشفات ربانی مصنفہ ملا مرزا خانصاحب مشنری اسلام رد تصاریٰ میں اصل قیمت ۸ر رعایتی	۲ر
کتب بینی۔ تصنیف جدید و قابل دید قیمت صرف	۱ر
تسہیل التعلیم۔ مبتدی بچوں کے مفید مطلب	۱ر
مکالمہ مسلمان و آریہ۔ اسم بامسمّیٰ قیمت صرف	۲ر
دید انجیل اور قرآن کا خدا۔ قابل دید قیمت صرف	۱ر
داغ اکبر۔ ایک نہایت دردانگیز نوحہ پتھر کا دل بھی اسے پڑھکر نرم ہوجاتا ہے نہایت برجستہ نظم قیمت صرف	۰ر
معیار الحکمت۔ طب میں	۲ر
معالجات شفا۔ ایضاً	۲ر
علاج ہیضہ از معین المبلغین۔	۰۱ر
مدح محمدی۔ حضرت صدیق اکبر کی مشہور مناجات کا ترجمہ برجستہ نظم میں۔ اسکے علاوہ "مری باریکیوں دیر اتنی کری" (پنجابی) از	
السر المکتوم۔ دیکھنے سے متعلق ہے۔	۵ر
شہادت آسمانی حصہ اوّل	۵ر
شہادت آسمانی حصہ دوم	۲ر
رفیق نوجوانان	۴ر
قبولیت دعا کے طریقے فرمودہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ	۰۲ر

یہ جملہ کتب احمدیہ کمیشن انجمنی قادیان سے طلب فرماویں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منقولات کلیسیب

حضرت مسیح ناصریؑ خدا نہ تھے۔ انسان رسول تھے۔

نمبر (۲)

بقیہ موحدین فرقہائے عیسائیت

گذشتہ پرچے میں ہم یہ دکھا چکے ہیں کہ ہم حضرت مسیح ناصریؑ کی بدل وجان عزت کرتے ہیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول اور نبی یقین کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ انکے متعلق الوہیت کا مسئلہ درست اور راست نہیں۔ اسواسطے انکی تردید اور مخالفت ضروری ہے۔ پھر ہم یہ بھی دکھلا چکے ہیں۔ کہ ابتدائے زمانہ سے عیسائیوں کے درمیان ایسے فرقے بھی ہمیشہ سے چلے آتے ہیں جو کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا نہ مانتے تھے۔ بلکہ انسان یقین کرتے تھے۔ اور تثلیث اور کفارے کے منکر تھے۔ بلکہ ابتدائی تمام عیسائیوں کا ایسا ہی عقیدہ اور یقین تھا۔ پھر کچھ ایسے فرقے بھی ہوئے ہیں۔ جنہوں نے کم وبیش مسیحؑ کی شخصیت کے متعلق آپسمیں اختلاف کیا۔ اس قسم کے سب فرقوں کو شمار کرتے ہوئے اٹھارہ[۱۸] فرقوں کے نام ہم لکھ چکے ہیں۔ اور ان کی تاریخ اختصاراً بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم بقیہ فرقوں کی تفصیل درج ذیل کرتے ہیں۔

(۱۸) نامی نیلسٹ Nominalist

اس لفظ کے معنے ہیں۔ برائے نام ماننے والے۔ اس فرقہ کے نام والے لوگ اگرچہ پہلے سے چلے آتے تھے۔ مگر گیارھویں صدی میں بعض پادریوں نے اسپر خاص زور دیا۔ اور یہ نام اسی وقت سے مشہور چلا آتا ہے۔ اسوقت ان خیالات کا بڑا مؤید راسے رکن تھا۔ اس کا یہ عقیدہ کہ تثلیث مقدس میں جو تین اقنوم ہیں۔ وہ جدا جدا شخصیتیں ہیں۔ ایک ہی شخصیت کے تین نام نہیں۔ بلکہ سب علیحدہ ہیں۔ اور ان کا باہمی اتحاد صرف لفظی ہے۔ اور برائے نام ہے۔ ورنہ حقیقتاً انکا آپسمیں کوئی ایسا اتحاد نہیں۔ جس سے وہ تینوں ایک مانے اور یقین کئے جائیں۔ اس فرقہ کے مشہور علماء یہ ہوئے ہیں۔ اے بی لارڈ۔ ولیم۔ ہابس۔ ہیوم۔ اسٹیوارٹ۔ بے دے ربا کا بادشاہ ایمپرر لوئیس بھی اس فرقہ کا ہمخیال تھا۔

(۱۹) ری۔ اے لسٹس۔ Realists

مذکورہ فرقہ کی مخالفت میں جو فرقہ پیدا ہوا۔ وہ ری اے لسٹس ہے۔ اسکے معنے ہیں حقیقی ماننے والے۔ یہ کہتے تھے کہ تثلیث کے ہر سہ اقنوم حقیقتاً ایک ہی تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے حقیقتاً انسان کی شکل اختیار کی۔ یہ لوگ رسوم ظاہری کے زیادہ پابند تھے۔ اور اپنے خیالات کی بنیاد الہام الٰہی بتلاتے تھے۔ گو حضرت مسیحؑ کے کلام سے کوئی ایسا لفظ ثابت نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ عام عیسائی فرقہ نامی نیلسٹ کے مخالف تھے۔ اسواسطے انکا زور زیادہ رہا اس فرقہ کے بڑے پادری یہ گذرے ہیں۔ اے ری گی نا۔ ابن سیلم۔ ولیم ساکن شامپو تھوما ے کری نس

(۲۰) سکول مین۔ Schoolmen

یعنی مدرسہ والے۔ جو زیادہ تر شارلیمین بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ اور یورپ کے مختلف دینی مدارس کے اساتذہ تھے۔ وہ ہر بات میں دلیل اور حجت چاہتے تھے۔ برخلاف دوسرے پادریوں کے جو مذہبی معاملات میں دلیل اور عقل کو ضروری نہیں جانتے۔ مدراس سے واپس آتے ہوئے جبکہ میں اور مولوی شیر علی صاحب ریل میں سوار تھے۔ تو آگرہ کے قریب ہمیں ایک پادری صاحب ملے تھے۔ وہ بھی بار بار یہی کہتے تھے۔ کہ سچ کے واسطے دلیل کی ضرورت نہیں۔ یہ سکول مین پادری روایات اور احادیث اور تفسیروں کی پیروی ضروری نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ اس طرح ایک آزاد خیالی پیدا ہوئی۔ اور اسی کے ضمن میں حقیقتِ تثلیث کا انکار شروع ہو کر کئی ایک سکول مین پادریوں پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور انکو عیسائیت سے خارج گردانا گیا۔

(۲۱) کان سیپچوالزم Conceptualism

یہ فرقہ نامی نیلزم اور ایکچوالزم کے بین بین تھا۔ انہوں نے یہ کوشش کی کہ گویا ہر دو کے درمیان ایک صلح قائم کی جائے۔ کچھ حقیقت کو مانا جاوے۔ اور کچھ برائے نام ہی رہے۔

(۲۲) آرمے نی آنس Armenians

یعنی آرمینیا کے رہنے والے عیسائی مسیحؑ کی شخصیت کے متعلق یہ فرقہ ایک حد تک فرقہ یوٹی خی انس کے ساتھ ملتا ہے۔ بہت سی کوشش کی گئی۔ کہ اس فرقہ کو یونانی یا رومن کیتھلک کے ساتھ ملایا جاوے۔ مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔

(۲۳) یونی ٹے ری ان بیپٹسٹ۔ Unitarian Baptist

یہ فرقہ توحید کا قائل ہے۔ الوہیت مسیحؑ اور کفارے کا منکر ہے۔ اور چھوٹے بچوں کو بپتسمہ دینے کا قائل نہیں۔

(۲۴) ٹرائی تھی ازم۔ Tri theism

یہ فرقہ چھٹی صدی میں قائم ہو کر اس نام سے مشہور ہوا انکا امتیازی مسئلہ یہ ہے کہ تثلیث میں توحید نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک شخصیت جدا جدا ہے۔ گو وہ آپسمیں ایک دوسرے کے مخالف نہیں۔ اس فرقہ کے بڑے علماء یہ ہیں۔ مارکی ان فوٹی نس۔ پس رائی فلوپونس۔ عام عیسائی علماء اس فرقہ کے سخت مخالف رہے۔ اور انپر کفر کے فتوے لگائے گئے۔

(۲۵) ہچن سونی انس۔ Hutchinsonians

یہ فرقہ اٹھارھویں صدی کے ابتداء میں انگلستان میں ہوا انکے اعتقادات ایک حد تک مذکورہ بالا فرقہ نمبر ۲۴ کے ساتھ ملتے تھے۔ اس کے مشہور عالم بشپ ہورن۔ جونز۔ پان کرسٹ اور رومین ہوئے ہیں۔

(۲۶) پیٹری پیس سی انس۔ Patri passians

اس فرقہ کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ اقنوم تین نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی ہے۔ اور تثلیث کوئی نہیں۔

(۲۷) نی شی ان Nestorian

(۲۸) پراکسی ان Praxeans

یہ ہر دو فرقے بہت کچھ اپنے عقائد میں فرقہ نمبر ۲۶ کے مشابہ ہیں۔

(۲۹) سے موسے ٹے نیز۔ Samosatenes

یہ فرقہ حضرت مسیحؑ کی الوہیت کا بالکل منکر ہے۔ اسکا بانی بشپ پال ہے جو کہ تیسری صدی میں گذرا ہے۔ یہ لوگ خفیہ بھی کرتے ہیں۔ اس فرقہ کے بہت بڑے بڑے مباحثات رومن کیتھلک اور دوسرے فرقوں کے ساتھ ہمیشہ ہوتے رہے۔

(۳۰) مے لے شی ان۔ Melitian

یہ فرقہ ملک مصر میں سنہ ۳۰۰ء میں ہوا۔ مے لے شیا ایک بشپ تھے۔ جو یہودی مذہب کے رسم ورواج کو قائم رکھنا پسند کرتے تھے۔ قربانی بھی کرتے تھے۔ مجلس پادریان نے انکو کافر قرار

دیگر عیسائیت سے خارج کر دیا۔ ان کے نام پر یہ فرقہ مشہور ہوا۔ اس فرقہ کے مشہور علماء سکندر۔ ایتھے نی اس۔ اور تھیوڈونس تھے ؛

(۳۱) اے پالی نے ری انس
Apollinarians

اے پالی نیرس۔ چوتھی صدی عیسوی میں بوڈی شیا کا ایک بشپ تھا۔ جس نے بہت سی مذہبی کتب تصنیف کیں۔ اور ان کے سبب سے اسکی بہت شہرت ہوئی۔ اس نے یہ عقیدہ پیش کیا۔ کہ مسیحؑ کامل انسان نہ تھا کیونکہ کامل انسان وہ ہو سکتا ہے۔ جسمیں انسانیت کے تمام صفات پائے جائیں۔ اور انسانی صفات میں لازماً یہ بات شامل ہے کہ وہ گنہگار ہو۔ پس خدائی روح تھی۔ جو کہ انسانی جسم میں داخل ہوئی۔ لیکن وہ انسان نہ بن گئی۔ بلکہ اس جسم کو بطور ایک آلہ کے اپنے واسطے استعمال لیا۔ مسیح خدا اور انسان نہ تھا۔ بلکہ خدا اور ناقص انسان تھا۔ نیز اس کا یہ عقیدہ تھا کہ روح القدس عظیم ہے۔ بیٹا عظیم تر ہے۔ باپ عظیم ترین ہے۔ سب برابر نہیں ہیں۔ اسپر بھی پوپ کی طرف سے فتوے کفر لگایا گیا تھا ؛

۳۷۳ء میں ایک رومی بیس علماء نے اپولی نے ری انس کو کافر قرار دیتے ہوئے دس باتیں انکی طرف بطور عقائد کے منسوب کی تھیں۔ خواہ یہ دس باتیں ان میں پائی جاتی تھیں یا نہ پائی جاتی تھیں کم از کم اتنا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے خیالات کے لوگ اسوقت موجود تھے۔ وہ دس عقائد یہ ہیں :-

اول مریم روح القدس سے حاملہ نہ تھیں ؛

دوم۔ مسیح کی روح مریم میں سے اس طرح گذری جس طرح کہ کوئی راستہ سے گذرتا ہے ؛

سوم۔ اول مسیح کی انسانیت بنی بعد میں الوہیت اسپر غالب آئی ؛

چہارم۔ بیٹے دو ہیں ایک خدا کا ایک مریم کا ؛

پنجم۔ مسیح میں الوہیت ایسی طرح کام کرتی تھی۔ جیسا کہ بذریعہ فضل انبیاء میں کام کرتی ہے ؛

ششم۔ مصلوب کی عبادت نہیں کی جا سکتی ؛

ہفتم۔ مسیح اپنی نیکیوں کے سبب سے الوہیت کے مقام پر پہنچا ؛

ہشتم۔ مسیح نے آسمان پر جانے کے وقت انسانی جسم کو چھوڑ دیا ؛

نہم۔ انسانی جسم آسمان سے نیچے اتارا گیا ؛

دہم۔ ایسے مسیح پر امید قائم کی جا سکتی ہے۔ جو انسان ہو مگر اس میں انسانی روح نہ ہو ؛

اس قسم کے خیالات کے لوگ کم و بیش چوتھی صدی میں بہت موجود تھے۔ اسواسطے ایک خاص مجلس علماء قائم کرنی پڑی۔ جو کہ انکا رد کرے۔ اور انپر کفر کا فتویٰ لگا کر انہیں عیسائیت سے خارج قرار دیوے ؛

(۳۲) ڈوسی ٹی Docetae

یہ فرقہ بہت قدیم سے چلا آتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح کا جسم جو دکھائی دیتا تھا۔ وہ بظاہر صرف دیکھنے کو ہمیں نظر آتا تھا ورنہ در اصل کوئی جسم تھا ہی نہیں کیونکہ جسم مادہ ہے۔ اور مادہ ناپاک ہے۔ اور خدا ناپاک نہیں ہو سکتا۔ بعض کے نزدیک اس فرقہ کا بانی سائمن مگس تھا۔ جس نے لکھا ہے۔ کہ صرف لوگوں کو ایسا دکھائی دیا کہ مسیح کا جسم ہے۔ اور کہ وہ جسم صلیب پر دکھ پا رہا ہے۔ ورنہ مسیح نہ جسمانی تھا۔ اور نہ اسے کوئی جسمانی دکھ دے سکتا تھا۔ میگس کے بعد اس فرقہ کا مشہور عالم جولی اس کے سی اے نس ہوا ؛

(۳۳) یہودی فرقہ۔ ابتدائے عیسائیت میں وہ فرقہ جو یسوع کی خدائی کا منکر تھا۔ اور اسے صرف انسان سمجھتا تھا۔ یہودی فرقہ عیسائیت کہلاتا تھا۔ بلکہ اس قسم کے کئی فرقے عیسائیوں کے تھے۔ جو آپسمیں بعض اختلافات کے باوجود اس بات پر متحد تھے کہ مسیحؑ انسان تھا۔ خدا نہ تھا۔ ملاحظہ ہو کتاب سیکٹس اینڈ ہیریسز مصنفہ بلنٹ۔ مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲۶ کالم ۲ نیز صفحہ ۲۴۰ ؛

(۳۴) فری سیز۔

(۳۵) صدوقیز۔

(۳۶) ایسے نیز۔

(۳۷) گے لی لینز۔

(۳۸) میس بوتھی انز۔

(۳۹) سامریز۔

(۴۰) سکرائیس۔

(۴۱) نے زے رینس۔

(۴۲) ہیرودی انس۔

یہ ان یہودی عیسائی بعض فرقوں کے نام ہیں جنکا ذکر اوپر نمبر ۳۳ میں کیا گیا ہے۔ جو عیسائی ہو گئے۔ مگر اپنی پرانی بعض خصوصیات کو قائم رکھا۔ اور اپنے پرانے فرقے کا نام بھی قائم رکھا۔ جیسا کہ مثلاً اب کوئی شیعہ یا حنفی احمدی بنے۔ اور اپنے آپ کو شیعہ احمدی یا حنفی احمدی کہلائے۔ حالانکہ منشائے الٰہی اب یہ ہے۔ کہ پہلی فرقہ بندیاں مفقود ہوں۔ اور سب احمد کے جھنڈے تلے احمدی کہلائیں ؛

(۴۳) ناسٹکس۔ Gnostics

لفظ ناسٹک کے معنے ہیں جاننے والا۔ بہت علم رکھنے والا۔ ابتدائے زمانہ عیسویت میں جو لوگ مذہب کو فلسفہ کے رنگ میں بیان کرنے لگے۔ وہ ناسٹک کہلائے۔ دین عیسوی کی ابتدائی دو صدیوں میں کم از کم پچیس ایسے فرقے گذرے ہیں۔ جو کہ ناسٹک کہلائے یونانی لفظ ΓΝΩΣΙΣ کے معنے رفتہ رفتہ دینی علم کے ہو گئے۔ اور علماء کے درمیان یہ کہاوت ہو گئی۔ کہ بغیر علم کے کوئی شخص مومن کہلا سکتا ہے۔ مگر حقیقت ایمان کو شناخت نہیں کر سکتا۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ دنیا میں دو طاقتیں ہیں۔ ایک نیک۔ دوسری بد۔ اور بدی کے مقابلہ کے واسطے نیک طاقتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں انہی میں سے ایک مسیح بھی تھا۔ اور بس۔ انسان کی کمال نیکی اور نجات ان اعمال پر منحصر ہے۔ جن پر مسیح اور اس کے شاگردوں نے لوگوں کو چلایا۔ اسطرح یہ لوگ تثلیث اور کفارے کے منکر تھے ؛

(۴۴) مے نی خی انس
Manichaeans

یہ فرقہ تیسری صدی عیسوی میں پیدا ہوا۔ اس کا بانی بنام مانی ایک شخص ایرانی تھا۔ اس نے بنی فارقلیط ہونیکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعویٰ کیا - جس کا مسیح نے وعدہ کیا تھا - یہ فرقہ کفارے کا منکر ہے - اور مسیح کی الوہیت کا اس رنگ میں قائل نہیں جس طرح کہ عیسائی بیان کرتے ہیں - البتہ انہوں نے ایک ایرانی مذہبی فلسفہ کے رنگ میں مسیح کا سورج سے آنا بیان کیا ہے - باوجود اس کے کہ یہ مسیح کو مانتے ہیں - رومن کیتھلک نے اس فرقہ کو عیسائی نہ مانا - بلکہ ان کو مرتدین اور کفار میں شمار کیا ہے ؛

(۴۵) نستوری Nestoriana

قسطنطنیہ کے ایک پادری سنہ ۴۲۸ء میں نستوری نام تھے - ان کے نام پر یہ فرقہ مشہور ہوا - ان کا عقیدہ تھا - کہ مسیح میں انسانی شخصیت بالکل جدا تھی اور وہ انسان تھا - اور مریم کو ΘΕΟΤΟΚΟΣ تھیوٹوکس یعنی خدا سے حاملہ کہنا بالکل ناجائز ہے ایسے خیالات کے سبب ان پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور دین عیسوی سے ان کو خارج قرار دیا گیا - اس فرقہ کے عیسائی اب تک ایشیائی روم - تاتار اور چین میں پائے جاتے ہیں ؛

(۴۶) ہرموجی نی انس Hermogeniano

یہ فرقہ بہت پرانا ہے - پولوس نے بھی اپنے خط ۲ تمسطاؤس باب آیت ۱۵ میں اُن ہی کی طرف اشارہ کیا ہے - کہ وہ مجھ سے پھر گئے - اس فرقہ کے لوگ مسیح کو خدا سے بالکل جدا سمجھتے ہیں - اور ہمارے آریوں کی طرح مادے کو غیر مخلوق مگر ہمیشہ سے خدا کے ماتحت قرار دیتے ہیں ؛

(۴۷) اے ری آنائزرز - Arianizers

(۴۸) یوبی انس - Eunomiano

(۴۹) پسائی لن تھراپزم - Psilan Thropiam

(۵۰) فوٹی نی انس - Photians

(۵۱) مارسیل لی انس - Marcellians

(۵۲) سیمی اے ری انس - Semi Arians

(۵۳) پولی میانس Polimianae

(۵۴) سنوسی ایس ٹی - Synusiastae

(۵۵) وائٹیلس - Vitalio

(۵۶) مل لی نے ری انس Mullinariano

(۵۷) بے سی لی ڈی انس - Basilidiano

(۵۸) ہائی پاسٹے ٹک یونی اَن - Hy postatie Union

(۵۹) نوے شی اے نس Novatianas

(۶۰) وے لین ٹی نی انس - Valentiniano

(۶۱) سی کن ڈی انس - Secundiano

(۶۲) سمونی انس - Simoniano

(۶۳) میل خائٹ - Melchite

(۶۴) سے ٹرنی نس Saterninus

(۶۵) مارکی اَن - Marcion

(۶۶) ہائی پر ایسے ٹک - Hy Perasceti

(۶۷) ڈی اِسٹس - Deists

(۶۸) مِس ٹکس - Mystics

(۶۹) پالزم - Paulian

(۷۰) سویڈن بورگی انس - Swedenborgians

(۷۱) سِمے حی انس Symmacheano

(۷۲) فلوپونٹس Philoponists

یہ بہتّر ۷۲ فرقے ہیں - اور ان میں آستر ۴۳ نمبر رومن کیتھلک فرقے کو لکھ لیا جائے - یہ سب کم و بیش اختلاف مسیح کی الوہیت اور شخصیت کے متعلق آپس میں رکھتے ہیں - اخیر میں میں نے فرقوں کے صرف نام لکھدیئے ہیں - کیونکہ یہ پہلے بیان کردہ فرقوں کے ساتھ ملتے جلتے ہیں - بعض میں بہت ہی تھوڑی فرق کے ساتھ صرف نام بدلا ہوا ہے - اِس واسطے ان سب کی تفصیل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ؛

نوٹ - یہ جو تہتر (۷۳) فرقے ہم نے اس جگہ شمار کیئے ہیں - ان سے یہ نہ سمجھا جائے کہ عیسائی دین کے صرف اِتنے ہی فرقے ہیں - بلکہ عیسائیوں میں صرف یہ وہ فرقے ہیں - جو الوہیت اور شخصیت اور اقنومیت اور انسانیت وغیرہ یسوع مسیح کی ذات کے متعلق عقائد پر آپسمیں اختلاف رکھتے ہیں - کوئی کہتا ہے وہ تین میں سے ایک تھا کوئی کہتا ہے وہ انسان نہ تھا کوئی کہتا ہے انسان تھا مگر ناقص - کوئی کہتا ہے - انسان کامل تھا - کوئی کہتا ہے وہ ازل سے خدا تھا - کوئی کہتا ہے - وہ ازل سے خدا نہ تھا - کوئی کہتا ہے کہ بوقت پیدائش انسان تھا بعد میں خدا بن گیا - کوئی کہتا ہے کہ الوہیت حقیقی تھی انسان ہونا برائے نام تھا - کوئی کہتا ہے انسان ہونا حقیقی تھا - خدا ہونا برائے نام تھا - غرض اس طرح اختلاف در اختلاف سے عیسائی لوگ ابتداء سے ہی فرقہ در فرقہ ہوتے چلے آئے - اور رفتہ رفتہ بہت سے فرقے بنگئے جنمیں سے بعض پُرانے یا کسی نئے نام سے اب تک موجود ہیں - الوہیت کے علاوہ دیگر اختلافات کے سبب عیسائی فرقوں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے - انشاء اللہ وہ بھی کسی وقت شائع کی جائے گی ؛

اِس کے بعد اب اگلے پرچے میں ہم ان دلائل کا رد کرینگے - جو عیسائی صاحبان حضرت مسیح کی الوہیت کے بارے میں پیش کیا کرتے ہیں ؛ (صادق)

قابل توجہ معاونین فاروق

نامۂ قاسم کے متعلق جن احباب کرام کے خطوط پہنچے ہم انکے تہ دل سے ممنون ہیں کہ انہوں نے فاروق کی ناچیز خدمات کی قدر فرمائی اور انکی ایمانی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ سلسلہ عالیہ کا ایک سرگرم خدمت گذار اخبار قوم کی بے توجہی سے بند ہو جائے - اب باقی احباب بھی بہت جلد اطلاع فرماکر مشکوری کا موقعہ دیں کہ آیا انکی رائے میں بحالت موجودہ اخبار کا بند کرنا مناسب ہے یا ماہوار کر دینا یا پندرہ روزہ - اگر باقی احباب کی آراء نے اسوقت تک کی کثرت رائے پر کوئی اثر نہ ڈالا تو انشاء اللہ ہم اخبار کو باقاعدہ جاری رکھنے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھیں گے - لیکن اسکے لیئے ضروری و مقدم ہے کہ احباب بہت جلد متفقہ کوشش سے اسکی اشاعت ایک ہزار تک پہنچادیں ؛

(مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیحی صاحبان سے حل طلب سوال

سوال (۱۰)

متی اور لوقا نے جو نسب نامے دیئے ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ بلکہ اُن میں بہت اختلاف ہے اس اختلاف کے ہوتے ہوئے وہ دونوں صحیح نہیں ہو سکتے ضرور ہے کہ ایک اُن میں سے صحیح ہو تو دوسرا غلط ہو۔ اور جو غلط ہو۔ وہ الہامی نہیں ہو سکتا۔ پس کس کو غلط مانیں اور کس کو صحیح۔ اور اگر دونوں صحیح ہیں تو ان کی ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت ثابت کرنی چاہیئے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں ؛

سوال (۱۱)

لوقا باب ۳ آیت ۲۶ میں لکھا ہے کہ ارفکسد کا بیٹا قینال تھا۔ اور قینال کا بیٹا سلح۔ اور سلح کا بیٹا عبر لیکن پیدائش باب ۱۱ آیت ۱۰-۱۴ میں لکھا ہے کہ ارفکسد کا بیٹا سلح اور سلح کا بیٹا عبر۔ درمیان سے قینال کا نام چھوڑ دیا اب یا تو کتاب پیدائش کا نسب نامہ غلط ہے جس میں قینال کا نام نہیں اور لوقا غلط ہے۔ جس نے قینال کا نام بڑھا دیا اور جو غلط ہے وہ الہامی نہیں ہو سکتا۔ کس کو مانا جائے مہربانی کر کے مطلع فرماویں ؛

سوال (۱۲)

حضرت موسیٰؑ کا جانشین یشوع بن نون تھا۔ اور یشوع نام کے بہت لوگ یہودیوں میں ہوا کرتے تھے اور یہی نام دراصل ابن مریم کا تھا۔ عبرانی میں دونوں نام ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ دراصل ایک ہی نام ہے۔ پھر کیا سبب ہے کہ بائبل میں نون کے بیٹے کا نام یشوع ش کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اور ابن مریم کا نام یسوع س کے ساتھ۔ اس فرق کا سبب کیا ہے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں ؛

سوال (۱۳)

یسوع عبرانی لفظ ہے۔ اور دو لفظوں سے مرکب ہے **یہو** - اور **شوع** - اور اسکے معنے ہیں۔ خدا تعالےٰ سے نجات یافتہ۔ ابتداء سے لیکر یہودی لوگ ایسے نام اپنے بیٹوں کے بطور تفاؤل رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ہندوستان پنجاب میں مثلاً محمد حیات اور جیون خان اور عرب میں عائشہ وغیرہ نام ہوتے ہیں جن سے بچے کی سلامتی اور زندگی کے واسطے فال نیک لیجاتی ہے۔ اسکے معنے نجات دہندہ کے کسی لغت کے رُو سے ثابت نہیں ہو سکتے۔ پس کیا وجہ ہے کہ کتاب متی میں اسکے وہ معنے کیئے گئے ہیں۔ جو لغت اور عرف میں استعمال نہیں ہوتے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں ؛

سوال (۱۴)

عبرانیوں کے پانچ باب کی آیت ۷ میں حضرت مسیحؑ کے متعلق لکھا ہے کہ اُس نے بہت رو رو۔ اور آنسو بہا بہا کے اُس سے جو اُس کو موت سے بچا سکتا تھا دعائیں اور منتیں کیں اور تحمل کے سبب اُسکی سُنی گئی۔ اِس سے ظاہر ہے۔ کہ مسیحؑ نے جو دعا صلیبی موت سے بچنے کے واسطے باغ میں کی تھی۔ وہ قبول ہو گئی۔ پس کیا وجہ ہے کہ یہ تسلیم نہ کیا جائے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ جیسا کہ دیگر تاریخی شہادتوں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں ؛

سوال (۱۵)

اور اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ یسوع صلیبی موت سے نہیں بچا۔ تو پھر عبرانیوں کے خط پانچ باب آیت ۷ کی بات غلط ہو گی۔ اور غلط بات الہامی نہیں ہوتی پس ماننا پڑے گا۔ کہ عبرانیوں کا خط الہامی کلام نہیں ہے۔ کیا ایسا تسلیم کر لیا جائے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں ؛

سوال (۱۶)

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ عبرانیوں کا خط تو الہامی ہے اور بذریعہ الہام الٰہی کے لکھا گیا ہے۔ لیکن صرف یہ آیت درست نہیں۔ جو کسی اور نے پیچھے سے ڈال دی۔ یا املا دی تب یہ کیوں نہ تسلیم کیا جائے۔ کہ انجیل میں کچھ تحریف و تبدیل بھی ہو گئی ہے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں ؛

سوال (۱۷)

حضرت مسیحؑ پر جب یہودیوں نے یہ الزام لگایا۔ کہ تُو اپنے آپ کو خدا کہتا ہے (یا خدا کا بیٹا) تو حضرت مسیحؑ نے انہیں جواب دیا "کیا تمہاری شریعت میں نہیں لکھا کہ مَیں نے کہا تم خدا ہو" یوحنا باب ۱۰ - آیت ۳۴ + ۳۵ اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیحؑ کا دعویٰ ابن اللہ ہونے کا خاص اپنی ذات کے لیئے ایسا نہ تھا۔ جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو سکے۔ بلکہ اس قسم کا دعویٰ تھا۔ جس قسم کا کہ شریعت کے قوانین کے مطابق تمام انبیاءؑ اور نیک انسانوں کو یہ حق حاصل تھا۔ کہ وہ ابن اللہ کہلائیں۔ جس سے مراد خدا کے پیارے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیحؑ نے خود اپنے آپ کو عام معنوں کے رُو سے ابن اللہ کہا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم اُسے ایسا ابن اللہ مانیں جو نہ پہلے ہوا اور نہ آیندہ ہو گا۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں ؛

سوال (۱۸)

متی باب ۳ میں یوحنا (یحییٰ) پیغمبر کی ایک پیشگوئی کسی ایسے نبی کے متعلق ہے۔ جو جلالی رنگ میں نمودار ہو۔ شریروں کو سزا دے۔ ماننے والے لوگوں کو الگ کرے۔ چنانچہ یوحنا کے الفاظ یہ ہیں۔ "مَیں تم سے کہتا ہوں کہ خدا انہیں پتھروں سے ابراہام کے لیئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ اور درختوں کی جڑ پر اب کلہاڑا رکھا ہے۔ پس ہر ایک درخت جو اچھا پھل نہیں لاتا۔ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ مَیں تو تمہیں توبہ سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے۔ مجھ سے زور آور ہے کہ مَیں اُسکی جوتیاں اُٹھانے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ اس کا سوپ اسکے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کریگا۔ اور اپنے گیہوں کو کھتے میں جمع کریگا۔ پر بھوسے کو اُس آگ میں جو ہرگز نہیں بجھتی جلا دیگا۔" یہ پیشگوئی حضرت مسیح پر تو لاگ نہیں سکتی۔ کیونکہ حضرت مسیح نے آگ سے بپتسمہ نہیں دیا۔ نہ کھلیان کو صاف کیا۔ بلکہ انہوں نے نرمی اور خاکساری سے اپنی زندگی بسر کی ؛ ہاں اس پیشگوئی کے مطابق عرب کے لوگ جو اپنی جہالت اور بے علمی کے سبب پتھر کہلاتے تھے۔ ان میں خدا تعالیٰ نے ایسے مقدس لوگ پیدا کیئے۔ جو ابراہیمؑ کی اولاد کہلانے کے لائق ہوئے۔ اور دراصل وہ اسرائیلیوں کی مانند ابراہیمؑ کی نسل سے تھے مگر ان میں وہ خوبیاں نہ تھیں۔ حضرت خاتم النبیین رسول اکرم محمد مصطفےٰ والمجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود کی برکات سے وہ لائق اور خدا کے پیارے ہو گئے انہوں نے خدا کی راہ میں جہاد کیئے۔ دشمنوں کو تباہ کیا۔ اور انبیاء کے منکرین کو سزا دی۔ نیک لوگ الگ جمع ہوئے شریروں اور نیکوکاروں میں امتیاز ہو گیا۔ پس کیوں یہ بات نہ تسلیم کیجائے۔ کہ یوحنا کی پیشگوئی حضرت سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ نہ کہ کسی اور کے بارے میں ؛ مہربانی کر کے مطلع فرماویں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال (۱۹)

متی باب ۲ آیت ۶ میں میکاہ نبی کی کتاب کا ایک حوالہ دیا گیا ہے۔ اور اسے نبی کا کلام بتلایا گیا ہے۔ لیکن جو عبارت میکاہ نے لکھی ہے۔ وہ اور ہے۔ اور جو عبارت متی نے لکھی ہے۔ یہ اور ہے۔ ہم ہر دو کو ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے بالمقابل لکھ دیتے ہیں:-

میکاہ باب ۵ آیت ۲	متی باب ۲ آیت ۶
اے بیت لحم افراتاہر چند کہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لیئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے وہ شخص نکل کے مجھ پاس آوے گا جو اسرائیل میں حاکم ہوگا ؛	اے بیت لحم یہوداہ کی سرزمین تو یہوداہ کے سرداروں میں سے ہرگز کمترین نہیں ہے کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلیگا جو میری قوم اسرائیل کی رعایت کریگا ؛

ان دونوں عبارتوں کا فرق آپس میں ظاہر ہے۔ جس صورت میں میکاہ کا کلام الہامی تھا۔ اور فقیہ لوگ الہام کی بہت حفاظت کرتے تھے۔ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ کہ انہوں نے بادشاہ کے سامنے اصل عبارت پیش نہ کی ہو۔ ہاں متی نے اُس نے عبارت کو اپنے الفاظ میں بیان کیا۔ پس کیوں تسلیم نہ کیا جائے۔ کہ متی کا کلام الہامی نہیں۔ بلکہ اسکی اپنی یادداشت ہے۔ جہاں تک کہ وہ فقہا کی سنی ہوئی بات کو یاد رکھ سکا۔ مہربانی کرکے مطلع فرماویں ؛

سوال (۲۰)

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ مذکورہ بالا حوالے میں جو کچھ کہ متی نے لکھا ہے۔ وہ صحیح اور درست ہے اور میکاہ کی عبارت غلط ہے۔ تب ماننا پڑے گا۔ کہ میکاہ نبی کی کتاب میں لوگوں کی دست برد سے تحریف و تبدیل ہوگئی ہے۔ اور وہ قابل قبول نہیں رہی۔ پس مہربانی کرکے مطلع فرماویں۔ کہ ہر دو میں سے کس کو درست مانا جائے اور کس کو نادرست ؛

سوال (۲۱)

میکاہ کہتا ہے۔ کہ بیت لحم یہوداہ میں سب سے چھوٹا ہے۔ اور متی کہتا ہے کہ چھوٹا نہیں ہے۔ یہ دونوں الہام ایک دوسرے کے بالکل مقابل اور مخالف ہیں۔ پس کس الہام کو قبول کیا جائے اور کس کو غلط قرار دیا جائے۔ مہربانی کرکے مطلع فرماویں ؛

سوال (۲۲)

چونکہ یہ دونوں الہام بیت لحم کے چھوٹا ہونے کے اور بیت لحم کے چھوٹا نہ ہونے کے بائبل کے اندر موجود ہیں۔ خواہ اسکو غلط قرار دیں۔ اور خواہ اس کو۔ ہر دو صورت میں ہی بائبل مقدس پر اعتراض پڑیگا۔ اس مشکل کو کیونکر حل کیا جائے۔ مہربانی کرکے مطلع فرماویں ؛

سوال (۲۳)

اِس پیشگوئی میں یسوع مسیح کو بنی اسرائیل میں حاکم میں حاکم کہا گیا ہے۔ جیسا کہ وہ خود بھی دوسرے موقعہ پر فرماتے ہیں۔ کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیئے آیا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ یسوع کا مشن صرف بنی اسرائیل کے لیئے تھا۔ اور عالمگیر مشن نہ تھا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ عیسائی صاحبان فرماتے ہیں۔ کہ وہ سارے جہان کے لیئے منجی ہوکر آیا۔ ہاں جہاں اس نے کہا کہ سب قوموں کی طرف جاؤ۔ وہاں اسکی مراد بنی اسرائیل کی سب قومیں ہیں۔ چنانچہ ہندوستان پہنچکر انہوں نے صرف ایسی دو جگہ وعظ کیا۔ جہاں پہلے سے یہود موجود تھے۔ یعنی کشمیر اور انتہائی جنوبی ہند۔ ہر دو جگہ قدیم الایام سے یہود تھے۔ اسواسطے حضرت مسیح خود کشمیر گئے۔ جہاں انکی مزار مبارک اب تک موجود ہے اور دکن کی طرف اپنے شاگرد خاص تھوما حواری کو روانہ کیا۔ جہاں کہ میلاپور میں تھوما کی قبر اب تک محفوظ ہے۔ اور اُسپر ایک بڑا شاندار گرجا بنا ہوا ہے۔ اور وہاں بہت سے پادری رہتے ہیں۔ اور زائرین کو تھوما کی قبر کی زیارت کراتے ہیں + سو مذکورہ بالا حالات کے ماتحت یسوع کو عالمگیر منجی کہنے کے واسطے کو بات ہے۔ تو مہربانی کرکے مطلع فرماویں ؛

سوال (۲۴)

متی باب ۲ آیت ۲۳ میں لکھا ہے۔ کہ یوسف ایک شہر میں جسکا نام ناصرت تھا جاکے رہا۔ کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو۔ کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ اِس جگہ متی رسول نے بذریعہ الہام الٰہی کے انجیل لکھتے ہوئے یہ بات فرمائی ہے۔ سو ضرور ہے کہ نبیوں کی کتابوں میں یہ حوالہ موجود ہو۔ کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ لیکن جہاں تک کہ ہم نے تلاش کیا ہے۔ کتاب پیدائش سے لیکر ملاکی نبی کی کتاب تک کسی نبی کا یہ قول ان الفاظ میں پایا نہیں جاتا۔ اگر کوئی پادری صاحب یہ حوالہ ہم کو نکالدیں تو ہم ان کو اس شکریہ میں اخبار صادق کا ایک سو پرچہ مفت انعام دینگے ؛

سوال (۲۵)

آپ صاحبان کا سب سے بڑا مسئلہ تثلیث ہے۔ اور اسی پر عیسائی مذہب کی تمام بنیاد اور جڑ یقین کی گئی ہے۔ لیکن عیسائی مذہب کے بانی یسوع مسیح نے کہیں یہ تعلیم نہیں دی۔ کہ تثلیث پر ایمان لاؤ۔ اور اسکو قبول کرو۔ اگر کوئی عیسائی صاحب دیسی یا انگریزی مسیح کی تعلیم میں تثلیث کا لفظ بھی دکھادیں تو ہم انکو اِس شکریہ میں اخبار صادق کا ایک سو پرچہ مفت انعام دینگے ؛

سوال (۲۶)

آپ جو فرماتے ہیں کہ یسوع ہمارا منجی ہے۔ کیا یسوع نے خود بھی کہیں ایسا فرمایا ہے۔ کہ میں ان سب کا منجی ہوں جو مجھ پر ایمان لاویں۔ یا اُس نے خود ایسا نہیں کہا۔ بلکہ بعد میں بعض لوگوں نے ایسا قیاس کیا۔ یا بات بنائی۔ پس اگر کوئی عیسائی صاحب وطنی ہو یا انگریزی مسیح کے اقوال میں یہ لفظ دکھادیں کہ میں تمہارا منجی ہوں تو ہم انکو اِس کے شکریہ میں اخبار صادق کا ایک سو پرچہ مفت انعام دینگے ؛

سوال (۲۷)

آپ صاحبان فرمایا کرتے ہیں کہ مسیح ہمارا شفیع ہے۔ اگر یہ بات سچ ہے۔ تو مسیح کے اقوال سے ہمیں دکھایا جائے کہ کب اور کہاں فرمایا۔ کہ میں تمہارا شفیع ہوں۔ اگر کوئی عیسائی صاحب وطنی یا انگریزی مسیح کی تعلیم میں اور اسکے اقوال میں اُس کے شفیع ہونے کا لفظ دکھادیویں۔ تو ہم انکو اِس کے شکریہ میں اخبار صادق کا ایک سو پرچہ مفت انعام دینگے ؛

(صادق)

ایک پنتھ دو کاج

اس اشتہار کے آخری دو صفحوں میں آپکو فاروق بک ایجنسی کا رعایتی اعلان ملیگا۔ اسے آپ خاص غور و توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ایک نادر موقعہ ہے ہم خرما و ہم ثواب کا۔ فاروق کی ہر وقت اعانت کے علاوہ جو یقیناً یہ ایک کار ثواب ہے ایک روپے میں تین روپے کا مال لیکر یوں بھی آپ بہت بڑا فائدہ اٹھا سکتے ہیں خواہ اپنے علمی ذوق و شوق کو اس غیر معمولی رعایت کے ماتحت خاطر خواہ پورا کیجئے یا تجارتی غرض سے (بغرض فروخت) بہت سا سٹاک منگالیں کیونکہ جو کتب اس ریٹ میں ختم ہوجائینگی نہیں کہہ سکتے کہ پھر کب تک چھپیں۔ اور چاہے بطور تبلیغ غرباء و مساکین میں تقسیم کرنیکے لیئے طلب فرمائیں بہرحال یہ ایک بے نظیر رعایت ہے اور ایسے موقعے روز روز نہیں ملا کرتے ؛ والسلام

(منیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمدہ موقع تین روپیہ کی کتابیں ایک روپیہ میں

محصولداک پیشگی زرخرید

یہ اصل قیمت درج کی گئی ہے۔ اس کی تہائی لی جاویگی ؛

نام کتاب		نام کتاب		نام کتاب	
النبوۃ فی خیر الامۃ۔ بالکل اچھوتی کتاب جسمیں آیہ کریمہ خاتم النبیین کی کامل بحث اور آیہ عظیمہ الکملت لکم دینکم کی سیر کن تفسیر جس سے مخالفوں کے قلم ٹوٹ گئے۔ اور کچلیاں زہریلی توڑ دی گئیں۔ اور انخناس یوسوس فی صدور الناس کا سراب کچلا گیا تھا کہ قیامت تک سر نہیں اٹھ سکیگا۔	۱۴ر	حضرت اقدس کے مقابلہ میں مثیل آریہ عیسائی یہودی ہونے کا تحریری اقرار اور حضرت ممدوح کی صداقت کا مسلمہ خصم ثبوت۔ انعامی یک صد روپیہ۔	۱۰۲ر	اور قابل فخر شدھیوں کی حقیقت اور اصلیت ظاہر کرکے ثابت کردیا ہے۔ کہ کوئی شدھی دیانندی مذہب کو سچا سمجھ کر نہیں ہوئی۔ آریوں کی کتابوں ہی سے آریوں پر الیا اتمام حجت کیا ہے۔ کہ آجتک اس کا جواب نہیں ہوا۔ انعامی پانصد روپیہ۔	۵۰۰ر
آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کے مایہ ناز رسالہ الہامات مرزا کا مکمل و مفصل دندان شکن مسکت قابلدید و قابل شنید جواب	۱۳ر	فیصلہ الٰہی و ثنائی رو سیاہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری فیصلہ والے اشتہار کا بیان مولوی ثناء اللہ اینڈ کو کے جملہ مکائد کی پوری پردہ دری کرکے خاتم الخلفاء جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حق میں فیصلہ الٰہی کا مسلمہ خصم مسکت و مکمل ثبوت۔ قیمت	۱۰۳ر	تنبیہ زبان دراز بجواب افشائے راز غلام حیدر مرتد کے ضمیمہ نعرۂ حیدری کا ترکی بہ ترکی جواب۔	۱۰۱ر
علماء خلف۔ مصنفہ ایڈیٹر اہلحق موجودہ زمانہ کے علماء سوء کا اصلی فوٹو معہ تمام انجمنوں و مدارس کے حالات کے کھینچا گیا ہے۔ اور امرتسری مکذب کے دس مسلمہ جھوٹ جن کا جواب ہو نہ ہو سکے۔	۸ر	فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی۔ مصنفہ شیر اسلام جس میں حضرت مسیح موعود کی وفات اور مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری کی حیات پر افات کو اسی مکذب کے مسلمات پر حضرت اقدس کے لئے صداقت کی دلیل ثابت کیا گیا ہے	۱۰۳ر	پیدائش عالم۔ اس رسالہ میں دیانند بانی آریہ سماج کے ان تمام دلائل کو معقول و منقول سے توڑ دیا ہے جن کے ذریعہ دنیا کو وہ ازلی ابدی مانتے ہیں۔ اور آفتاب سے بھی زیادہ روشن دلیلوں سے جو آریوں کی مسلمہ ہیں۔ دنیا کا حدوث اور ہر ایک سلسلہ عالم کی پیدائش ثابت کردی ہے۔	۳ر
ثنائی ہرزہ درائی۔ امرتسری مکذب کی الف سے لیکر ی تک ردیف وار ان گالیوں کی فہرست جو مکذب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے خدام ذوالاحترام اور عام احمدیوں کو بیشمار دی ہیں۔ جن کی تعداد ۲۰۵ مع حوالہ اخبار اور رسالہ حیات ثنائی صفحہ سطر تاریخوار قیمت۔	۰۲ر	مباحثہ مونگیر۔ بہار کے مشہور علماء کے ساتھ احمدی علماء کا مشہور و زبردست مباحثہ ہر سہ حصہ قابل دید۔	۴ر	رسالہ گوشت خوری۔ آریوں کے اعتراضات گوشت خوری کا رد اور گوشت خوری کی طبعی عقلی نقلی و علمی ثبوت	۲ر
ثنائی مکر و مباہلہ سے انکار۔ ثناء اللہ امرتسری مکذب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مباہلہ کرنے سے انکار و فرار کرنے کا باقرار ثنائی لاجواب ثبوت۔ جسکا نام بھی ثناء اللہ نے زبان سے نہیں لیا۔ جواب تو درکنار	۰۲ر	صادق کلمات۔ بجواب ثنائی ہفوات ثناء اللہ امرتسری کے ہفوات مرزا کی لاجواب دندان شکن تردید۔ مصنفہ مولوی سید محمد صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ	۰۴ر	زیر کے ظہور میں فتور۔ دھرمپال کا کچا چٹھا۔ دیویوں کی تعداد تین ہے۔ چار نہیں۔ قیمت	۱ر
پچھوہوں صدی کا پہلا دن۔ امرتسری مکذب کا		شدھی کی اشد۔ آریوں کی زبردست		تصدیق کلام ربانی۔ بجواب مسلمانی کے بانی کی کہانی لاجواب کتاب۔	۸ر
				ازالۃ الشکوک۔ ایک آریہ کے بیس اعتراضوں کا جواب۔	۲ر
				بدر کامل۔ انہیں نبیوں سوالوں کا دوسرا جواب۔	۴ر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام کتاب			نام کتاب			نام کتاب		
ایک سلطان کا پیغام۔ اسمیں مسجد بنانے کا فلسفہ اور اسلام کی فضیلت۔ گورونانک صاحب کا حقیقی اسلام اور سکھ قوم کے نام زبردست پیغام۔	۱ر	-	الحق نمبر ۱ و ۱۱ جسمیں منکرین خلافت کی لاجواب طریق پر ان کے مسلمات اور مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات مطبوعہ سے تردید ہے۔ چند پرچے باقی ہیں۔ قیمت	۱ر	-	اصول و فروع و اصطلاحات کی پوری تشریح موجود ہے۔ حدیث عمار تعلب۔ روح کرسی کتب آسمانی فرشتگان لوح قلم وغیرہ کے معانی و اسرار کا مفصل ذکر۔ قیمت۔	۱۴ر	-
کلام الامام۔ منظوم	۰ر	-	اخبار الحق ۱۳ء کے بعض نادر اور لاجواب	۱۲ر	-	شرح فصوص الحکم عربی۔ از مولانا		
مکالمہ مسلمان و آریہ۔	۲ر	-	متفرق پرچے مکمل مضامین کے۔ فی پرچہ	۲ر	-	جامی رحمۃ اللہ علیہ۔ اہل تصوف کے نزدیک جو رتبہ امام اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رح کی فصوص الحکم کو حاصل ہے۔ مشکل سے کسی کتاب کو حاصل ہوا ہوگا۔ یہ کتاب حقائق و معارف سے مامور ہے۔ اسپر مولانا جامی کی شرح سونے پر سہاگہ کی مصداق ہے۔	۱۴ر	-
تحفہ آریہ سماج۔ آریہ سماج کا پول حصہ دوم یہ وہ مشہور لاجواب کتاب ہے۔ جو گجرات میں پرشاد آریہ نومسلم نے ستیارتھ پرکاش کی تردید میں انعامی نو ہزار روپیہ شائع کی تھی۔ جسکا آج تک جواب نہیں لکھا بالکل نایاب کتاب ہے۔	۱۰ر	-	عشرہ سوالات کے جوابات صوبہ بہار کے علماء مخالفین نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو بڑے بڑے دس اعتراض کئے تھے۔ اور یہی اعتراض عموماً ہر ایک مخالف ہمیشہ کرتا رہتا ہے۔ ان کے مکمل و مدلل مبسوط و مفصل جواب قابل دید احمدی برادران۔	۱۰ر	-	خلافت محمود اور مصلح موعود	۱۸ر	-
اختیار الاسلام بجواب ترک الاسلام	۱۴ر	-				مندرجہ عنوان نام رسالہ عاجز ایڈیٹر فاروق		
دہریہ مصنفہ ماسٹر عبد الرحمن صاحب نومسلم حصہ دوم سوم چہارم۔	۱۸ر	-	نجات مسیحی و اسلامی نجات کا مقابلہ	۱ر	-	کا امیر اللت پیغام پارٹی مسٹر محمد علی صاحب سابق ایڈیٹر ریویو کے رسالہ المصلح الموعود کے جواب میں ہے۔ اس رسالہ کے ساتھ تمام وہ اشتہارات جو مصلح موعود کے متعلق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء یوم پیدائش مصلح موعود تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مشتہر فرمائے تھے طبع کر دئے ہیں۔ تاکہ امیر القوم کے تمام وہ دجل جو تکذیب پیشگوئی مصلح موعود میں اسنے کئے ہیں اصل اشتہارات کے مطالعہ سے ہی پاش پاش ہو جائیں علاوہ تمام اصل اشتہارات متذکرہ صدر کے وہ تمام تحریریں جو مصلح موعود کے تعیین میں حضرت اقدس نے اپنی کتب وغیرہ میں تحریر فرمائی ہیں بالفاظ شامل کر دی ہیں۔ قیمت عہ آنے۔ علاوہ بمصول ڈاک۔ صرف چند نسخے باقی ہیں جلد درخواست کرو۔ ورنہ پھر دستیاب نہ ہوگی۔	۱۸ر	-
تاریخ اسپین مجلد۔ یہ ایک زبردست تاریخ اسلامی عروج و حکومت ہسپانیہ کی ہے جس کو انگریزی سے مسٹر محمد احمد صاحب بیرسٹر نبیرہ سرسید مرحوم نے اردو لباس پہنایا۔ اور عمدہ نفیس و خوشخط کاغذ پر چھپوایا۔ وزن اسکا ایک سیر پانچ چھٹانک ہے۔ قیمت مجلد۔	۸عہ	-						
عبرت۔ تمام قصے کہانیوں کی کتابوں اور جھوٹے مخرب اخلاق ناولوں کا پڑھنا بالکل ترک کر دو۔ اور اس مذہبی اسلامی کتاب کو پڑھو جس میں ایک باعظمت تعلیمیافتہ خاتون نے پرورد اور دلکش پیرائے میں مذہب اسلام کی سچائی اور عیسویت کی لاجواب تردید عیسائی مسوں کے گھروں میں نیکی برائیاں لڑکیوں کو تعلیم مذہب نہ دینے کے نقائص عجیب و غریب پر لطف داستان میں ناول کے طریق پر بیان کئے ہیں لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت۔	۱۰ر	-						
انسان کامل۔ ہر دو حصہ۔ عارف ربانی حضرۃ سید عبد الکریم صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی	۱۴ر	-						
کتاب الانسان کامل کا سلیس اردو ترجمہ	۱۰ر	-						
معہ مختصر تذکرہ مصنف اسمیں تصوف کے تمام	۱۰ر	-						
ازہاق الباطل۔ یہ رسالہ مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر اللت پیام پارٹی کے ان عقاید فاسدہ کی تردید میں ہے جو مسٹر ذکور نے بطور ضمیمہ اخبار "پیغام جنگ" مورخہ ۲۳۔ اگست ۱۴ء میں شائع کر کے سادہ لوح احمدیوں کو دھوکہ دینا چاہا تھا کہ وہ اسکے ذریعہ احمدی سمجھیں فداکے فضل سے خادم الحق قاسم نے ان عقاید کا فساد حضرۃ مسیح موعود کے عقاید سے مقابلہ کر کے ظاہر کر دیا ہے اس رسالہ کے چند نسخے باقی ہیں فیخامت مسٹر صفحہ تعلیم خورد۔ قیمت	۱۲ر	-						

(رضیہ الاسلام صاحب قادیانی امیر جماعت احمدیہ قادیان نے فیصلہ کر لیا ہے)